www.khanqah.in

Visit us at: www.khanqah.in

ہفتہ وار

مبلغ

اشاعت کا پندرھواں سال
15th year of Publication

The Weekly **MUBALLIG**
Srinagar Kashmir

سرینگر کشمیر

قیمت صرف 3روپے

07رفروری 2014ء جمعۃ المبارک 07ربیع ثانیؒ ۱۴۳۵ھ جلد نمبر: 15 شمارہ نمبر: 05

حضرت شیخ نورالدین نورانیؒ چھِ فرماوان:

تَتہِ کیّاہ کرِ مول تہٕ ماجِ
یٔتہِ روزُن کدآجی پےٚ
دَیہِ کاستم شِرٕکچہٕ زاجِ
اَرزِ میتٕک باجُت ستِیٕ توٚت پیے

محشر میں جہاں تنہا رہنا پڑے گا، والدین بھی کسی کام نہ آئیں گے۔ اے اللہ میرے دِل سے شرک کا اندھیرا دُور کر اور نیک اعمال کی توفیق بخش کہ نیک اعمال کے بغیر میرا کوئی ساتھی نہ ہوگا۔

امریکہ اور یورپ آج بھی اُن مسلمانوں کی تلاش میں ہے جو واقعی قرآنی تعلیمات کے مصداق ہیں

مولانا عبداللہ خالد قاسمی

پیرس میں ایک شخص کسی دوسرے شخص سے ملنے اس کے گھر گیا اس نے دیکھا کہ سیڑھیوں پر ایک جوان لڑکی بیٹھی زاروقطار رو رہی ہے، اس شخص نے لڑکی سے رونے کی وجہ معلوم کی تو اس نے جواب دیا جس شخص سے آپ ملنے آئے ہیں وہ میرا باپ ہے میں اس کے مکان کا ایک کمرہ کرایہ پر لینے آئی تھی لیکن اس نے مجھے یہ کہہ کر کمرہ کرایہ پر دینے سے انکار کردیا کہ ایک دوسرا آدمی اس سے زیادہ کرایہ دینے کو تیار ہے۔

پولینڈ میں ایک بوڑھا آدمی اپنی بیٹی کے گھر آیا اور ٹھہرنے کی خواہش ظاہر کی مگر بیٹی نے انکار کردیا اور بوڑھے باپ کے اصرار پر اسے ڈنڈے مار مار کر باہر نکال دیا۔ شور سن کر لوگ جمع ہوئے تو لڑکی نے بتایا کہ کچھ عرصہ پہلے مجھے رقم کی ضرورت تھی میں اس سے لینے گئی تو اس نے باقاعدہ شرح سود طے کرکے مجھے رقم دی اور پھر اصل رقم کے ساتھ سود بھی وصول کیا تو میں اسے اپنے گھر میں کیوں ٹھہراتی؟

مذکورہ دونوں واقعے کسی افسانے اور کہانی کا کردار نہیں ہیں، بلکہ پیرس جو مغربی تہذیب اور معاشرت کا بہت بڑا امین سمجھا جاتا ہے وہاں کی ایک زمینی حقیقت ہے، انسانی قدریں کتنی پامال ہوچکی ہیں دلوں سے احترام آدمیت وانسانیت کس قدر مفقود ہوچکا ہے، خودغرضی اور مطلب پرستی کے خوفناک درندے نے کس حد تک اپنے پنجے گاڑ دئے ہیں، پولینڈ کی اس سچی کہانی سے بخوبی اندازہ ہوتا ہے۔

مغربی تہذیب اور اس کا عطا کردہ طرز معاشرت یہ غیر فطری ہے، فطری اصولوں سے متصادم اور متعارض ہے اس لیے اس کی ناپائیداری ہر روز عیاں سے عیاں تر ہوتی جارہی ہے، اس کے برخلاف مذہب اسلام نے جو اصول اور طرز معاشرت دنیا کو بتائے وہ فطرت انسانی سے ہم آہنگ اور ہر فرد بشر کے دل کی آواز ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اب مغربی تہذیب وتمدن کے دلدادہ افراد اپنی ہی تہذیب کے خنجر سے لہولہان ہونے کے بعد اسلام کے دامن رحمت میں جگہ لینے پر مجبور ہیں، لوگ مغرب کی بے راہ روی سے مایوس اور اسلامی تعلیمات سے متاثر ہوکر اسلام قبول کرکے دلی تسکین کا سامان فراہم کرتے ہیں اور مغربی ممالک میں اسلام روز افزوں ترقی کررہا ہے۔

آج پوری دنیا اسلام دشمنی پر اسی لیے آمادہ و تیار اور ہر طرح کے حربے استعمال کرنے پر اتر آئی ہے کیوں کہ اسلام دشمن عناصر اپنے باطل نظریات اور طرز معیشت کا کھوکھلا پن اور غیر فطری ہونا کھلی آنکھوں دیکھ رہے ہیں، اور شاخ نازک پر اپنے آشیانے کی ناپائیداری محسوس کررہے ہیں، اسی لیے اسلام کے خلاف پروپیگنڈے، الزامات اور بے بنیاد باتوں کا ایک طوفانِ بلاخیز اٹھا رکھا ہے تاکہ اسلامی شبیہہ کو بگاڑ کر لوگوں کے سامنے پیش کریں اور اسلام کی طرف مغرب کے بڑھتے قدم کو روک سکیں، پوری دنیا میں اس وقت اسلام اور شعائر اسلام کو مٹانے کی انتھک کوششیں جاری ہیں، مختلف زاویوں سے منصوبہ بند طریقے پر دنیا کو یہ باور کرانے کی ایک مہم چلائی جارہی ہے کہ اسلام اور اس کے شعائر انسانیت کے لئے سب سے بڑا خطرہ ہیں، "اسلامی تشخص وامتیاز اور اس کے احکام کی پاسداری جو یقیناً ایک صالح اور امن وامان سے ہم آہنگ معاشرہ تشکیل دیتا ہے" یہ چیز ان لوگوں کے لئے بڑی سوہان روح ہے جو پوری دنیا پر فطرت سے متصادم ایک خاص نظریہ کی بالادستی چاہتے ہیں خاص طور سے یورپ میں مختلف حوالوں سے اسلام دشمنی کا ایک طویل سلسلہ نظر آتا ہے۔ یورپی اقوام آئے دن کسی نہ کسی اسلامی شعار کے خلاف کمربستہ ہوکر اپنے داخلی خوف کا اظہار کررہی ہوتی ہیں، درجہ بدرجہ اسلام کو بنیاد پرستی، انتہا پسندی، شدت پسندی اور آخرکار دہشت گردی کا مترادف باور کرانے کی ہر ممکنہ کوششیں کی جارہی ہیں، ہر یورپی ملک کا میڈیا یک رخی رپورٹنگ اور پروپیگنڈے کے بل بوتے پر اپنے عوام کی اسلام مخالف ذہن سازی میں مصروف ہے۔

تاریخ بتاتی ہے کہ مسلمانوں کی قوت، ترقی اور کامرانی کا راز ان کی دین پسندی اور اعلیٰ اخلاق وکردار میں پوشیدہ ہے۔ وہ جس قدر اپنے دین کے پابند اور اس کے اصولوں کے علمبردار ہوں گے، ترقی وکامرانی کے زینے طے کرتے رہیں گے، اسی طرح اس کے برعکس صورتحال بھی ہوگی یعنی جس قدر دین سے ان کا تعلق کمزور ہوگا اس کے اصولوں سے دور ہوں گے اسی قدر پسماندہ ہوں گے، اور مختلف حادثات کا شکار رہیں گے، وہ تنگی اور بدحالی میں مبتلا ہوں گے اور محکومیت ومغلوبیت ان کا مقدر ہوگی، دوسرے مذاہب کا

ضروری گذارش: محترم قارئین کرام! یہ اَخبار عام اخباروں کی طرح نہیں، اسلیئے اس کا اَدب واحترام ہمیشہ قارئین پر واجب ہے۔ مدیر

معاملہ اسلام کے برعکس ہے، دوسرے مذاہب کے علمبردار جس قدر اپنے دین سے دور ہوں گے اور دین سے تعلق اور اس کی شدت جس قدر کمزور ہوگی وہ دنیاوی ترقی وکامرانی کے مراحل اتنی ہی آسانی سے طے کرلیں گے، اور جس قدر مذہب کے معاملے میں وہ متعصب اور شدت پسند ہوں گے انحطاط اور زوال میں وہ اسی قدر پھنستے جائیں گے۔

اسی لئے آج پوری دنیا میں اسلام ہی موضوع ہے، مسلمانوں کو ہی نشانہ بنایا جارہا ہے اور یہ سب کچھ مخالفین حق کی فطرت خبیثہ کا حصہ ہے جو اپنا کردار ادا کررہے ہیں، ان کو یہی کرنا تھا، یہی ظلمت کا مزاج ہے مگر اسی کے ساتھ ہم کو بھی اپنا احتساب کرنے اور اپنے حالات کو بدلنے کی ضرورت ہے، اسلام مسلمانوں کے اسلامی اخلاق وکردار سے پھیلا ہے، ہم یقینی طور پر یہ دعویٰ کرنے میں برحق ہیں لیکن اسلامی اخلاق کا وہ عملی نمونہ پیش نہیں کرتے جو دلوں کو فتح کرلے، جو نفرتوں کو بدل دے، ہم کتابوں کی باتیں سناتے ہیں مگر اپنی ہی تعلیمات پر عمل پیرا نہیں ہیں، تو محض اقتباسات پیش کرنے اور حوالے دینے سے رائے عامہ کو مسلمانوں کے حق میں نہیں بنا سکتے، ایک طرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عملی زندگی اور آپ کی حیات آفریں تعلیمات ہیں جو ایک مسلمان کا حقیقی تعارف کراتی ہیں تو دوسری طرف ہماری بے عملی، بدعملی اور خودفراموشی بھی دنیا کے سامنے ہے۔

آج بھی یورپ وامریکہ میں اسلام کے بارے میں معلومات حاصل کرنے کا رحجان باقی ہے بلکہ اس میں اضافہ ہوا ہے وہ قومیں جو قرآن وحدیث کے انگریزی، فرانسیسی، جرمنی تراجم پڑھتے ہیں ان کو آج بھی ان مسلمانوں کی تلاش ہے جو قرآنی تعلیمات کے مصداق ہوں اگر ایک طرف یہودی پریس اور انتہا پسند عیسائی ومشہور اخبارات ورسائل مسلمانوں کی صورت مسخ کرکے پیش کرنے میں کامیاب ہیں تو دوسری طرف اس میں بہت بڑا ہاتھ ہمارا بھی ہے کہ ہم نے اس کا جواب عملاً مسلمان بن کر نہیں دیا۔ کیا قرون اولی اور عہد وسطیٰ میں اسلام کے خلاف اس قسم کی تحریکات نہیں چلی تھیں لیکن تمام تر کوشش کے باوجود دشمنان اسلام ومسلمانوں کے خلاف رائے عامہ کو تیار کرنے میں کامیاب نہیں ہوتے تھے، کیونکہ لوگ مسلمانوں کو اسلامی شکل وصورت میں اپنے سامنے دیکھتے تھے۔

//بقیہ صفحہ 6پر......

www.khanqah.in

کامیابی کا راستہ

ڈاکٹر مفتی محمد مکرّم حسین

اگر ہم لوگ کامیابی کی زندگی گذارنا چاہتے ہیں تو وہی راستہ اپنانا ہوگا جو کامیابی کا منزل کی طرف جاتا ہو، ناکامی کی طرف جانے والا راستہ ہمارے لئے ہرگز مفید نہیں ہوسکتا، آج ہم دوراہے پر کھڑے ہیں، ایک طرف دِین سے بھی محبت ہے، آخرت کی کامیابی کی تمنا بھی ہے، دوسری طرف دُنیاداری اور غیر شرعی باتیں بھی ہمارے اندر بہت زیادہ پائی جارہی ہیں تو بھلا سوچئے کہ دو راستوں پر بیک وقت چلنے والا کیسے کامیاب ہوسکتا ہے؟!!!

ہم لوگوں نے کلمہ طیبہ لا اِلٰہ الّا اللہ محمد رسول اللہ (ﷺ) پڑھا ہے، تو اس کے کچھ تقاضے ہیں، کلمہ پڑھنے سے اور زبان سے اقرار کرنے سے کوئی بھی پورا مسلمان نہیں ہوسکتا، جب تک دن سے اس کی تصدیق نہ ہو اور اعضائے بدن اس تصدیق کے مطابق اظہار نہ کررہے ہوں، اس کا مطلب یہ ہوا کہ کلمہ پڑھنے کے بعد ہمارے اوپر بہت ہی پابندیاں عائد ہوتی ہیں، بہت سے اصول ہیں جنہیں ہمیں اپنانا ہے تب ہی ہمارا دعویٰ مکمل ہوگا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین نے کلمہ پڑھا اور اس پر پورا پورا عمل بھی کیا، اللہ تعالیٰ کے حکم کو مانا اور رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم سے ایسی محبت کی جو بے مثال و بے نظیر ہے۔ حقیقت بھی یہی ہے کہ جب تک آپ کے دل میں سچی محبت اور جذبہ توقیر و تعظیم نہیں ہوگا، اطاعت کی منزل آپ سے کوسوں دور ہوجائے گی، آپ کو حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم سے کیسی محبت ہونی چاہیے، اس کی کچھ مثالیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی زندگی میں دیکھی جاسکتی ہے۔

ایک صحابی حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا، یارسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم! مجھے آپ کی ذات گرامی سے اپنی جان، مال اور اولاد سب سے زیادہ محبت ہے، میں جب گھر پر رہتا ہوں اور آپ کا خیال آجاتا ہے تو اس وقت تک صبر نہیں ہوتا جب تک حاضر نہ ہوکر میں زیارت کرکے اپنی آنکھیں ٹھنڈی نہ کرلوں، مجھے رہ رہ کر خیال ستاتا ہے کہ موت جو سب کیلئے مقدر ہے، وہ ایک روز بہر صورت آنی ہے، آپ تو برگزیدہ پیغمبر ہیں، آپ تو اس للہ کے محبوب ہیں اور آپ کا مرتبہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے یہاں بہت بلند ہے، آپ تو جنت میں بلند درجات پر فائز ہوں گے اور مجھے وہ درجہ نہیں ملے گا، اسلئے جنت میں آپ کے دیدار سے میں محروم رہوں گا تو پھر وہاں مجھے کیسے چین نصیب ہوگا، یہ سن کر آپ تھوڑی دیر خاموش ہوئے، کچھ ہی دیر خاموش ہوئے، کچھ ہی دیر میں حضرت جبرئیل علیہ السّلام تشریف لائے اور آپ کو یہ آیت کریمہ سنائی: ''اور جو اللہ اور اس کے رسول کا حکم مانے تو اسے ان کا ساتھ ملے گا، جن پر اللہ نے فضل کیا، یعنی انبیائے کرام، صدیقین، شہداء اور نیک لوگ، یہ کیا ہی اچھے ساتھی ہیں، یہ اللہ کا فضل ہے اور اللہ کافی ہے جاننے والا ہے۔'' (النساء:٦٩)

حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے یہ آیت ان صحابی رضی اللہ عنہ کو سنادی تب اُنہیں اطمینان ہوا اور چین نصیب ہوا، اس طرح یہ اشکال دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے دلوں میں بھی پیدا ہوا، تو آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے انہیں بھی یہ آیت سنا کر مطمئن و مسرور فرمایا۔

یہ تھی صحابہ کرامؓ کی محبت اور یہ تھا ان کا ایمان، جب تک آپ کی زیارت نہیں کر لیتے تھے، چین ہی نہیں آتا تھا اور یہی حال ان کے عمل کا تھا، وہ صرف زبان سے ایمان نہیں لائے تھے، بلکہ دل و جان سے اللہ کے رسول پر قربان ہونے پر فخر کرتے تھے، یہی سبب تھا کہ وہ زندگی کے ہر میدان میں کامیاب ہوئے، اللہ کی مدد ان کے شامل حال تھی اور آناً فاناً اسلام کہاں سے کہاں تک پھیل گیا تھا، وہ دنیا میں بھی سرخرو تھے اور آخرت میں بھی وہ اللہ کی رحمتوں کی اعلیٰ منزلوں پر فائز ہوں گے۔

٦ر ہجری میں جناب رسالت مآب صلّی اللہ علیہ وسلّم عمرہ کے ارادے سے مکہ معظّمہ کیلئے روانہ ہوئے، صحابہؓ کی بڑی جماعت آپ کے ساتھ تھی، کفار مکہ کو اس کی اطلاع ہوئی، تو مشورہ کے بعد طے کیا کہ مسلمانوں کو مکہ میں داخل نہ ہونے دیا جائے، حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے ان حالات کی تصدیق ہوجانے کے بعد مکہ والوں کو کہلا بھیجا کہ ہمارے یہاں آنے کا مقصد جنگ کرنا نہیں ہے، ہم صرف عمرہ کرنے آئے ہیں، اگر کوئی صورت صلح اور باہمی مفاہمت کی ہو تو میں تیار ہوں، بات چیت کیلئے مکہ والوں کی طرف سے عُروہ بن مسعود ثقفی (جو اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے) نمائندہ کی حیثیت سے حاضر ہوئے، جب یہاں سے بات چیت کرکے واپس لوٹے تو اُنہوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی محبت کا اس انداز میں بیان کیا:

''میں بڑے بڑے بادشاہوں کے یہاں گیا ہوں، قیصر وکسریٰ کے جیسے سلاطین کے جاہ وحشم کے مناظر میں نے دیکھے ہیں، لیکن عقیدت واحترام، تعظیم وتکریم کی جو کیفیت میں نے اصحاب محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم میں دیکھی ہے وہ کہیں نظر سے نہیں گزری، لوگ ان کے وضو کا پانی زمین پر نہیں کرنے دیتے، ان کے سامنے بولتے ہیں تو نرم اور مؤدب لہجے میں ان کے سامنے بیٹھتے ہیں تو نگاہیں نیچے کئے ہوئے، ان کی داڑھی کا کوئی بال مل جائے تو اس کو جان سے عزیز تبرک سمجھ کر حفاظت سے رکھتے ہیں، غرض ایسی جماعت جو اپنے آقا سے اس شان اور انداز کی محبت رکھتی ہو میں نے نہیں دیکھی۔'' (صحیح بخاری)

صرف عروہ بن مسعود کے یہ تاثرات نہیں تھے بلکہ وقتاً فوقتاً نے بھی بارگاہِ رسالت مآب کی زیارت کی اس نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعظیم وتوقیر کا انہی الفاظ کے ساتھ تذکرہ کیا تھا، جس سے تاریخ کے اوراق بھرے ہوئے ہیں اور یہی ان کی کامیابی کا راز تھا۔

یہی وہ محبت ہے جو ایمان میں بیٹری کا کام کرتی ہے، موبائل کتنا بھی اچھا ہو اگر اس میں بیٹری چارج نہیں ہوئی ہے تو بے کار ہے۔ آج اسی محبت کو دِل سے نکالنے کی متعدد تدبیریں کی جارہی ہیں، کبھی کارٹون بنائے جارہیں، کبھی یروشلم کی دیواروں پر توہین آمیز نعرے لکھے جارہے ہیں اور کبھی ہندی وانگریزی کی نصابی کتابوں میں خلاف شریعت نبی کی شان میں باتیں لکھی جارہی ہیں۔ سلمان رشدی اور تسلیمہ نسرین بھی اس مشن کا حصّہ ہیں اور تو اور خود مسلمانوں میں ایسے عناصر کارفرما ہیں، جو اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اطاعت میں تو کچھ زیادہ ہی مشغول نظر آتے ہیں، لیکن رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی شان اقدس صفات کے بارے میں غفلت برتتے ہیں۔ اُنہی خامیوں کی وجہ سے آج مسلمان تعداد میں بہت زیادہ ہونے کے باوجود بے حیثیت نظر آتے ہیں۔ اللہ کی عبادت سے تو کسی کو انکار نہیں تھا اور نہ ہے، ربّ کو تو سب مانتے ہیں، ماننے کے انداز الگ الگ ہوسکتے ہیں۔ وہ سپریم پاور ہے وہ قادر مطلق ہے، اسی نے زندگی دی اور ساری نعمتیں اسی کی دی ہوئی ہیں۔ اختلاف ہے تو رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ماننے پر ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کی زندگیوں میں یہی عنصر بدرجہ اتم موجود تھا، وہ ہمیشہ کامیاب رہے۔ آیئے ہم بھی ان کی پیروی کریں اور نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی سیرت طیبہ کا مطالعہ کریں اور سنتوں کی پیروی کرکے خوش نصیب بنیں۔

SAMEER & CO
Deals with:
PLY WOOD, HARDWARE,
PAINTS ETC
ایک بار آزمائیے، بار بار تشریف لائیے
H.O: K.P. ROAD ISLAMABAD
Contact Nos: 9419040053

CHAND SOLARS
NEAR J&K BANK,
T.P. BRANCH
KULGAM
Cell No's: 9419639044,
9596106546

SIR COMPUTERS
DANGERPORA
ISLAMABAD
Cell No's: 9419412525

تحفّظِ سنّت کانفرنس

مؤرخہ 9ر فروری 2014 بروزِ اتوار دوپہر 12:00 بجے سے شام 6:00 بجے تک بمرتھ کولگام میں تحفّظِ سنت کانفرنس منعقد ہونے والی ہے۔ جس میں تحریک انجمن صدائے حق جموں وکشمیر کے امیر اعلیٰ حضرت مفتی وقاضی شبیر احمد قاسمی صاحب اور تحریک انجمن صدائے حق کے صدرِ ضلع کولگام حضرت مفتی شہنواز احمد قاسمی، حضرت مفتی محمد یوسف صاحب قاسمی اور مولانا بلال احمد صاحب قاسمی اہل سنت والجماعت کے عقائد اور تحفّظِ سنت کے موضوع پر اپنے اپنے بیانات سے لوگوں کو مستفید فرمائیں گے۔ عوام الناس کو اس بابرکت کانفرنس میں شرکت کی پُرخلوص دعوت دی جاتی ہے۔

آپ کے خیر اندیش: تحریک انجمن صدائے حق جموں وکشمیر یونٹ بمرتھ کولگام فون نمبر: 9906858380

ہفتہ وار
مبلغ
سرینگر کشمیر

07 فروری 2014 جمعۃ المبارک

اَسبابِ رُسوائی......

عام خیال کے مطابق اُمت مسلمہ کی موجودہ ذلّت وخواری میں عصری علوم سے ناواقفیت، غربت وافلاس کی زیادتی اور سیاسی شعور وحکومت میں حصہ داری وغیرہ کے نہ ہونے کا بھی بڑا دخل ہو، لیکن صرف یہی اُمور بنیادی اَسباب کی حیثیت نہیں رکھتے، بلکہ درحقیقت یہ ثانوی درجہ کی چیزیں ہیں، تباہی کا اَصل اور بنیادی سبب انسان کا اپنے خالق ومالک خدائے ذوالجلال کی نافرمانی کرنا اور کھلے بندوں اس کے احکامات کی خلاف ورزی کرنا ہے، جب آقا ومولیٰ ہی ناراض ہوگا تو ہر تدبیر اُلٹ جائے گی اور انسان اپنے کئے کی سزا بھگتنے لگے گا، چنانچہ ایک آیت میں اللہ ربّ العزت اس حقیقت پر سے پردہ اُٹھاتے ہوئے ارشاد فرماتا ہے: ''پھیل پڑی ہے خرابی جنگل میں اور دَریا میں لوگوں کے ہاتھ کی کمائی (کرتوتوں) سے چکھانا چاہیے ان کو کچھ سزا اُن کے کام کی تاکہ وہ پھر آئیں''۔ (الروم:۴۱)

کونسی بیماری اور عیب ہے جو اُمت میں موجود نہیں ہے، چوری، ڈکیتی، بدکاری، جھوٹ، فریب، بدعنوانی، حق تلفی، ناانصافی، حسد، بغض وعناد، عبادات سے غفلت، شہوات کی طرف رغبت، اللہ سے دُوری، شیطان سے قربت، الغرض وہ کونسا گناہ ہے جو اسلام کے نام لیواؤں میں عام نہیں ہوتا جارہا ہے، نتیجہ کے طور پر آج مسلمان ہر طرح کی ذلت وخواری سے دوچار ہے، اور دین ودُنیا کے نقصانات اُٹھارہا ہے۔ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم مصیبتوں وناکامیوں کے حقیقی سبب کو ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اللہ ربّ العزت حدیث قدسی میں ارشاد فرماتا ہے: ''انا مالک الملوک، وملک الملوک، قلوب الملوک فی یدی'' میں شہنشاہوں کا شہنشاہ ہوں، باشاہوں اور حکمرانوں کے قلوب میں قبضہ قدرت میں ہیں، اسی طرح اقوام عالم نیز تمام انسانوں کے قلوب پر اللہ ہی کی حکمرانی ہے وہ جس کے دل میں چاہے نفرت وعداوت ڈال دے، جس کے دل میں چاہے شدت اور سختی پیدا کردے، جس کو چاہے ظلم وزیادتی، ناانصافی اور حق تلفی کرنے کی چھوٹ دیدے، اور جس کو چاہے عدل وانصاف، اخوت وبھائی چارگی اور احسان وکرم کی توفیق سے نواز دے، جیسا کہ ایک دوسری روایت میں ارشاد نبویؐ ہے: ''تمام اولاد آدم کے قلوب ایک دل کی طرح سے اللہ کے قبضہ قدرت میں ہیں وہ ان میں جس طرح چاہتا ہے تصرف کرتا ہے'' (رواہ مسلم، مشکوٰۃ) آقائے نامدار سرکارِ دو عالم صلّی اللہ علیہ وسلّم اوپر ذکر کی گئی روایت میں قوم مسلم کے مصائب وآلام، تنگی وترقی، اور ظلم وناانصافی کی بنیادی واہم وجہ بیان کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں: ''واِنّ العباد اذا اعصونی حولتُ قلوبہم بالسخطۃ والنقمۃ'' پریشانیوں اور مصیبتوں کے پہاڑ ٹوٹنے کی وجہ یہ ہے کہ جب بندگان خدا گناہوں کی دلدل میں پھنس جاتے ہیں، نافرمانیاں عام ہوجاتی ہیں اور کھلم کھلا احکام خداوندی کی مخالفت کی جانے لگتی ہے، تو اللہ ربّ العزت حاکموں اور بادشاہوں کے دلوں کو عوام کے تئیں سخت کردیتا ہے، وہ ان پر مظالم ڈھاتے ہیں، خون بہاتے ہیں، بم باری کرتے ہیں اور طرح طرح کے رونگٹے کھڑے کردینے والے اذیت ناک عذاب میں ان کو مبتلا کردیتے ہیں۔ آج اہل اسلام پورے طور پر اس حدیث پاک کا مصدق بنے ہوئے ہیں، اپنے اور پرائے ہر دو حکمرانوں کے ظلم وزیادتی کا نشانہ بن رہے ہیں، کہیں خود آپس میں دست وگریباں ہیں، تو کہیں دوسری قوتوں کے ستم سہہ رہے ہیں، ہر جانب سے ان کو حقارت وناکامی کا سامنا کرنا پڑرہا ہے اور عدم تحفظ کے احساس نے ان کو آگھیرا ہے۔

راہِ نجات: ایسی تشویشناک صورتحال میں نجات وعافیت کا حصول کیسے ممکن ہوسکے گا؟ عزت وعظمت کی راہیں کیسے دستیاب ہوں گی؟ اور قوم مسلم کو غلبہ کیسے حاصل ہوگا؟ حدیث بالا میں اس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا گیا ہے: ''فلا تشغلوا انفسکم بالدعاء علی الملوک'' ایسے وقت میں تم اپنی مظلومیت کا رونا نہ رونے لگنا، بادشاہوں اور حکمرانوں کو بُرا بھلا // بقیہ صفحہ 7 پر......

جواھر القرآن

اللہ تبارک وتعالیٰ کے سوا کسی کو نہ پوجو اور نہ اُنکے دربار میں کسی کو سفارشی بناؤ

وَالَّذِیْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِہٖٓ اَوْلِیَآءَ مَا نَعْبُدُہُمْ اِلَّا لِیُقَرِّبُوْنَآ اِلَی اللّٰہِ زُلْفٰی (الزمر:۳)

ترجمہ: جنھوں نے بنالیا اللہ کو چھوڑ کر حمایتی (وہ کہتے ہیں کہ) ہم تو ان کی پرستش اس لیے کرتے ہیں تاکہ ہم کو اللہ کی طرف قربت کے مقام میں پہنچادیں)۔

اس کی تفسیر میں علامہ قرطبیؒ فرماتے ہیں کہ: حضرت قتادہؓ نے کہا جب ان (مشرکین سے) کہا جاتا کہ تمہارا رب اور خالق کون ہے؟ آسمانوں اور زمین کو کس نے پیدا کیا؟ اور آسمان سے بارش برسانے والا کون ہے؟ تو کہتے کہ اللہ ہے پھر جب ان سے پوچھا جاتا کہ پھر بتوں کی عبادت کے کیا معنی؟ تو کہتے کہ یہ بت ہم کو اللہ سے قریب کرتے اور ہماری سفارش کرتے ہیں''۔ (قرطبی ۱۵/۲۳۳)۔

علامہ ابن کثیرؒ اس آیت کے تحت رقم طراز ہیں کہ یعنی ان (مشرکین) کو بتوں کی عبادت پر اُبھارنے والی چیز یہ ہے کہ انھوں نے ملائکہ مقربین کی اپنے خیال کے مطابق صورتیں بنائیں اور ان کی عبادت کرنے لگے کہ ان کی عبادت گویا خود ملائکہ کی عبادت کے برابر ہے، تاکہ وہ اللہ تعالیٰ سے ان کی مدد کے لیے اور رزق کے لیے اور دیگر دینوی امور میں سفارش کردیں (تفسیر ابن کثیر ۴/۴۵)۔

اس آیت اور اس کی تفسیر سے معلوم ہوا کہ بت پرست قوموں کا ان کے باطل معبودوں اور بتوں کے بارے میں یہ عقیدہ تھا کہ وہ اللہ کے مقرب اور محبوب ہونے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے سفارش کرکے ہمارا ہر کام بنادیں گے اور ہر حاجت وضرورت پوری کردیں گے اور یہ سفارش کی ضرورت بھی صرف بڑے بڑے کاموں میں پیش آئے گی۔ باقی رہے چھوٹے موٹے کام تو خود (نعوذ باللہ) ان بتوں کے اختیار میں دے دئے گئے ہیں۔ یعنی ان مقربان خداوندی کو اللہ تعالیٰ نے اپنی الوہیت کا ایک حصہ دے دیا ہے اور اپنی قدرت وطاقت سے ایک جز عطا کردیا ہے جس میں وہ خود مختار ہیں کہ جس کو جو چاہیں دیں اور جیسا چاہیں تصرف کریں۔ لہٰذا ان کی رضا وخوشنودی حاصل کرنے کے لیے ان کی عبادت و پرستش کرنا چاہیے۔ یہ تھا مشرکین کا عقیدہ ونظریہ ان کے من گھڑت معبودوں کے بارے میں۔

ذکرِ رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم

مولانا محمد خالد سعید مبارکپوری

قسط : 1

حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے لوگو! بلاشبہ اللہ تعالیٰ پاک ہیں اور وہ پاکیزہ ہی کو قبول فرماتے ہیں، اور یقیناً اللہ تعالیٰ نے مومنین کو ان باتوں کا حکم دیا ہے جن کا رسولوں کو حکم فرمایا ہے، چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''اے رسولو! تم پاکیزہ (حلال) چیزوں میں سے کھاؤ اور نیک عمل کرو بے شک میں خوب جانتا ہوں جو کچھ تم لوگ عمل کرتے ہو'' اور اللہ تعالیٰ نے (مومنین کو مخاطب کرکے) فرمایا: ''اے ایمان والو! تم لوگ وہ پاکیزہ (حلال) چیزیں کھاؤ جو ہم نے تم کو دی ہیں'' پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذکر فرمایا کہ آدمی لمبا سفر کررہا ہے پراگندہ بال اور گرد آلود ہے اس حال میں اپنے دونوں ہاتھوں کو آسمان کی طرف پھیلا کر یارب یارب پکار رہا ہے، حالانکہ اس کا کھانا حرام، اس کا پینا حرام، اس کا لباس حرام اور حرام ہی میں وہ پلا بڑھا ہے تو اس کی دعا کیسے قبول ہوجائے گی۔

تشریح: ''إن اللہ تعالیٰ طیب'' بے شک اللہ تعالیٰ پاک ہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمام عیوب، نقائص اور خامیوں سے منزہ اور پاک ہیں۔

''لایقبل إلا طیباً'' اس کا ایک مطلب تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ صرف وہی صدقہ قبول فرماتے ہیں جو پاکیزہ اور حلال مال سے دیا جائے۔ دوسرا مطلب یہ ہے کہ پاکیزگی کی شرط صرف صدقہ کی قبولیت کے ساتھ خاص نہیں بلکہ اعمال، اقوال اور اعتقادات سب کی قبولیت کے لیے طیب اور پاکیزہ ہونا شرط ہے اور یہ سب چیزیں ''لایقبل إلا طیباً'' میں داخل ہیں، چنانچہ اللہ تعالیٰ کے یہاں وہی اعمال مقبول ہوتے ہیں جو تمام مفسدات مثلاً دکھاوا، ریا اور عجب وغیرہ سے پاک صاف ہوں، اور اموال میں سے بھی صرف پاکیزہ اور حلال کو قبول فرماتے ہیں، اور اقوال میں بھی پاکیزہ باتیں مثلاً اللہ کا ذکر اور دیگر نیک اور اچھی باتیں قبول فرماتے ہیں، اسی طرح اعتقادات میں بھی پاکیزہ اعتقادات جو کفر وشرک اور بدعات وخرافات سے پاک ہیں انھیں کو اللہ تعالیٰ قبول فرماتے ہیں۔ ایک مومن جو ان پاکیزہ چیزوں کو اختیار کرتا ہے وہ خود بھی پاکیزہ اور طیب بن جاتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ''الذین تتوفاھم الملائکۃ طیبین'' (جن کی فرشتے جان نکالیں گے پاکیزہ ہونے کی حالت میں۔ النحل:۳۲) (جاری)

www.khanqah.in

www.khanqah.in

ائمہ اربعہ قدم بہ قدم

عبداللہ فارانی

امام مالکؒ رحمہ اللہ کے حکیمانہ اقوال کتابوں میں کثرت سے ملتے ہیں۔ان میں سے چند یہاں درج کیے جاتے ہیں۔

☆ قیامت میں جن باتوں کاسوال انبیاءعلیہم السّلام سے کیاجائے گا،اُنہی باتوں کاسوال علماء سے ہوگا۔

☆ منافق مسجد میں ایسا ہے جیسے چڑیا پنجرے میں کہ جونہی دروازہ کھلے گا، چڑیا اُڑ جائے گی۔

☆ دین کا علم کثرت سے روایات بیان کرنا نہیں ہے، بلکہ یہ تو وہ نور ہے جسے اللہ تعالیٰ دل میں ڈال دیتا ہے۔

☆ علم کا حاصل کرنا خوب ہے۔

☆ اس امت کا آخری طبقہ اسی بات سے فلاح پا سکتا ہے جس سے اس امت کا پہلا طبقہ کامیاب ہوا۔

☆ اگر تمہیں دو باتوں میں شک ہے اور تم ان میں سے ایک کو اختیار کرنا چاہتے ہو تو اسے اختیار کرو جو تمہارے موافق ہو۔

☆ تم علم سے پہلے حلم حاصل کرو یعنی بُردباری سیکھو۔

☆ جو شخص اپنی باتوں میں سچائی اختیار کرے گا، اپنی عقل سے آخری عمر تک فائدہ اُٹھاتا رہے گا اور دوسرے لوگوں کی طرح بڑھاپے میں اسے بھول اور بکواس سے نجات رہے گی۔

☆ اللہ کا اَدب قرآن میں ہے، اس کے رسول کا اَدب سنت اور حدیث میں ہے اور صالحین کا اَدب فقہ میں ہے۔

آپ بہت خوبصورت تھے۔جسم سرخ وسفید تھا، آنکھیں بڑی بڑی تھیں۔ڈاڑھی لمبی تھی۔ نہایت خوش لباس تھے۔عمدہ خوشبو لگاتے تھے۔

آپ کے زمانے میں حدیث اور فقہ کی تدوین کا سلسلہ جاری ہوگیا تھا۔ 140 اور 150 ہجری کے دوران عالمِ اسلام کے بڑے شہروں میں علماء نے فقہ کی ترتیب پر کتابیں لکھیں۔اس کے تقریباً تیس سال بعد امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کی وفات 179 ہجری میں ہوئی۔اس مدت میں بہت سے علماء نے کتابیں لکھیں۔ان میں امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نمایاں رہے۔آپ کی تصانیف میں ''مؤطا امام مالک'' سنگ میل کی حیثیت رکھتی ہے، موطا کے بارے میں امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ''روئے زمین پر موطا سے زیادہ صحیح کتاب کوئی نہیں''۔

کہا جاتا ہے کہ اس کتاب کو امام صاحب نے خلیفہ ہارون رشید کی گذارش پر لکھا۔عتیق زبیری کا قول ہے: ''امام صاحب نے تقریباً دس ہزار احادیث سے احادیث منتخب کر کے موطا میں شامل کی تھیں۔'' اس میں بھی تحقیق کرتے رہے۔اس طرح اس میں کمی ہوتی چلی گئی۔اسی بنیاد پر یحییٰ بن سعید کہتے ہیں: ''لوگوں کا علم بڑھتا ہے، امام مالک رحمۃ اللہ علیہ کا کم ہوتا ہے، اگر وہ کچھ دنوں تک اور زندہ رہتے تو ختم ہو جاتا۔'' سلیمان بن بلال کہتے ہیں: ''ابتداء میں موطا میں چار ہزار یا اس سے زیادہ احادیث تھیں مگر انتقال کے وقت تعداد کم ہوگئی تھی۔''

امام صاحب زندگی کے آخری سالوں میں تقریباً گوشہ نشین ہوگئے تھے۔لوگوں میں آپ کی مقبولیت میں اس بنیاد پر کوئی کمی نہیں آئی تھی۔ایک روایت ہے کہ آپ نے آخر عمر میں بتادیا تھا کہ اُنہیں ذیابیطس (شوگر) کا مرض لاحق ہوگیا۔امام صاحب 22 دن بیمار رہے اور 14 ربیع الاوّل 179 ہجری کو انتقال کر گئے۔ابن کنانہ اور ابن زبیر نے غسل دیا۔آپ کے صاحب زادے یحییٰ اور کاتب حبیب نے پانی ڈالا۔سفید کپڑوں میں کفن دیا گیا۔مدینہ کے امیر عبدالعزیز بن محمد ابراہیم نے نماز جنازہ پڑھائی۔ انتقال سے پہلے کلمہ پڑھا۔جنت البقیع میں دفن کیے گئے۔

امام صاحب کی وفات ایک بہت بڑا سانحہ تھی۔علماء نے تعزیتی کلمات کہے۔درجات کی بلندی کی دُعائیں کیں۔شاعروں نے تعزیتی اشعار کہے اور جہاں جہاں آپ کی وفات کی خبر پہنچی، رنج وغم کی فضا چھا گئی۔امام محمد نے جب یہ خبر سنی تو بولے: ''کتنی بڑی مصیبت آپڑی، مالک بن انس وفات پا گئے، حدیث کے امیر المؤمنین وفات پا گئے۔''

جب مسجد میں یہ خبر پھیلی تو ہر طرف غم طاری ہوگیا۔امام مالک کے دولڑکے یحییٰ اور محمد تھے۔ ایک پوتے احمد بن یحییٰ تھے۔آپ کے تین چچا تھے۔آپ کی چند تصانیف کے نام یہ ہیں۔

کتاب الموطا، فی الآداب والمواعظ، الکتاب النجوم وحساب وغیرہ۔اللہ ان پر اپنی بے شمار رحمتیں نازل کرے۔آمین۔

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اِسلام کی نظر میں

رئیس احمد عرشی کلیری۔صدر انجمن تحفظ ناموس صحابہ (اُتراکھنڈ)

کافروں پر سخت آپس میں مہربان: محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں اور جو لوگ آپ کے صحبت یافتہ ہیں وہ کافروں کے مقابلے میں سخت ہیں اور آپس میں مہربان ہیں، اے مخاطب! تو ان کو دیکھے گا کہ کبھی رکوع کر رہے ہیں کبھی سجدہ کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل اور رضامندی کی جستجو میں لگے ہیں، ان کی نشانیاں سجدوں کے اثر سے ان کے چہروں پر نمایاں ہیں، یہ ان کے اوصاف توریت میں ہے اور انجیل میں ان کا یہ وصف ہے کہ جیسے کھیتی اس نے اپنی سوئی نکالی پھر اس نے اس کو قوی کیا پھر وہ اور موٹی ہوئی پھر اپنے تنے پر سیدھی کھڑی ہوگئی کہ کسانوں کو بھلی معلوم ہونے لگی تاکہ ان سے کافروں کو جلائے اللہ تعالیٰ نے ان صاحبوں سے جو کہ ایمان لائے ہیں اور نیک کام کر رہے ہیں مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ کر رکھا ہے۔(فتح ۲۹)

2

اس آیت کریمہ سے چند باتیں مستنبط ہوتی ہیں۔

اول: آیت شریفہ میں کلمہ ''محمد رسول اللہ'' ایک دعویٰ ہے اور اس کے ثبوت میں ''وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ'' کو بطورِ دلیل ذکر کیا ہے، جس سے ثابت ہوا کہ صحابۂ کرام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت کے معتبر گواہ ہیں، جو ان کی صداقت کا انکار کرتا ہے وہ نہ صرف یہ کہ محمد رسول اللہ کی رسالت کا انکار کرتا ہے بلکہ قرآن کریم کے دعویٰ کی بھی تکذیب کرتا ہے۔

دوسرے: اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرامؓ کو ''وَالَّذِیْنَ مَعَہٗ'' نبی کے رفیق وساتھی کہہ کر انکی رفاقت ومعیت اور شرف صحابیت پر مہر لگادی ہے اگر کسی کو ان کے صحابی ہونے سے اختلاف ہے تو گویا اسے اللہ کے فیصلے سے اختلاف ہے۔اور اللہ کے فیصلے سے اختلاف شیطان ہی کر سکتا ہے۔

تیسرے: آیت شریفہ میں صحابہ کرام کا یہ وصف بیان کیا گیا ہے کہ وہ آپس میں محبت والفت رکھتے ہیں اور کفار کے خلاف سخت ہیں تو جو کوئی یہ کہتا ہے کہ صحابہ آپس میں ایک دوسرے کے دشمن تھے وہ اس آیت ''رحماءُ بینہم'' کا منکر ہے۔

چوتھے: آیت شریفہ کے اگلے جملے ''تَرٰیھُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا الخ....'' میں صحابہ کرام کی عبادت گذاری کا نقشہ پیش کیا گیا ہے، کہ وہ کبھی رکوع کر رہے ہیں تو کبھی سجدے میں پڑے رہتے ہیں اور ہر وقت اللہ کی رضا کے متلاشی رہتے ہیں، غور فرمائیں! جن عبادت گذاروں کی تعریف خود معبود کر رہا ہو وہ کیسے مخلص ترین بندے ہوں گے اور ان کی عبادتیں کتنی مقبول ہوں گی اور جو شخص انکی عبادتوں کو منافقت سے تعبیر کرتا ہے وہ خود کتنا بڑا منافق ہوگا۔

چوتھے: آیت کے اندر صحابہ کرام کے بارے میں فرمایا گیا ہے ''ذٰلِکَ مَثَلُھُمْ فِی التَّوْرٰاۃِ وَمَثَلُھُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ'' کہ ان کی مثالیں توریت وانجیل میں بھی دی گئی ہیں، یعنی صحابۂ کرام کو یہ شرف بھی حاصل ہے کہ پہلی آسمانی کتابوں توریت وانجیل میں بھی ان کی تعریف وتوصیف بیان کی گئی ہے۔تو گویا جو شخص ان کی بزرگی کا منکر ہے وہ صرف قرآن کریم ہی کا منکر نہیں بلکہ توریت وانجیل وغیرہ آسمانی کتابوں کا بھی منکر ہے۔

پانچویں، آیت کے آخر میں صحابۂ کرام کی تعریف وتوصیف بیان کرنے کے بعد فرمایا ''لِیَغِیْظَ بِھِمُ الْکُفَّارَ'' تاکہ ان کے ذریعہ کافروں کو جلائے، قرآن میں صحابہ سے جلنے والوں کے لئے لفظ کفار استعمال کیا گیا ہے جس سے معلوم ہوا کہ صحابہ سے جلنے والے اور ان سے بغض وحسد رکھنے والے کافر ہیں۔

حضرت امام مالکؒ اور علماء کی ایک بڑی جماعت نے مذکورہ آیت کے اسی جملے سے روافض کے کفر پر استدلال کیا ہے اور صحابہ سے جلنے والوں کے بارے میں کفر کا فتویٰ صادر فرمایا ہے۔

(تفسیر ابن کثیر ج ۴ ص ۲۰۴، روح المعانی جزء ۲۶ ص ۱۲۸)

ظاہر ہے کہ جس شخص کے دل میں ذرہ برابر بھی ایمان ہو وہ ان پاک بندوں سے بغض وعناد کیسے رکھ سکتا ہے جنکی تعریف میں خود انکا پیدا کرنے والا رطب اللسان ہو، جن کی ستائش زبانِ رسالت نے فرمائی ہو اور جنکی شان کو انبیاء سابقین بیان کرتے چلے آئے ہوں۔

<u>ہدایت یافتہ</u>

''اللہ نے ایمان کو تمہارے لئے محبوب بنادیا اور اس کو تمہارے دلوں میں رچا دیا اور کفر وفسق ونافرمانی سے تم کو متنفر کردیا، یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔'' (حجرات: ۷)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے صحابہ کی ایمانی پختگی کو بے نظیر انداز اور بڑے مؤکد پیرائے میں بیان فرمایا ہے، پہلے فرمایا کہ ہم نے ان کے لئے ایمان کو محبوب بنادیا پھر اس بات کو تقویت دینے کیلئے فرمایا کہ انکے دلوں میں ایمان کو رچا دیا پھر مزید تاکید کے لئے فرمایا کہ ہم نے انکے دلوں میں کفر وشرک اور فسق وفجور کی نفرت کوٹ کوٹ کر بھردی، پھر آخر میں فرمایا کہ ہم نے ان کو ہدایت یافتہ بنادیا۔

نحوی قاعدے کے مطابق اس آیت کا آخری جملہ کلمۂ حصر کے ساتھ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ وہ لوگ ہدایت یافتہ ہونے کے ساتھ معیارِ ہدایت بھی ہیں جو شخص انکی راہ پر ہوگا وہی ہدایت یافتہ ہوگا اور جو انکی راہ سے ہٹے گا وہ گمراہ ہوگا۔اندازہ لگائیں! جن لوگوں کی ایمانی پختگی کی گواہی خدا کا قرآن دے رہا ہو اور انکو دوسروں کے لئے معیارِ ہدایت قرار دے رہا ہو، اُنکی ذات کو تاریخ کی جھوٹی روایتیں کیا نقصان پہنچا سکتی ہیں۔ (جاری)

www.khanqah.in

آپ کے پوچھے گئے دینی سوالات

سوال: فیس بک(Facebook)اور نیٹ چیٹنگ کا شرعی حکم کیا ہے؟

شیخ شاہد احمد۔نیوہ پلوامہ

جواب: وباللہ التوفیق۔ جدید سائنسی تحقیقات نے جہاں انسانی ترقی کی رفتار کو بہت تیز کر دیا ہے، وہیں بہت ساری دینی اور ملی مشکلات سے بھی دوچار کیا اور سینکڑوں مسائل کھڑے کر دیئے، انہی نئی دریافت شدہ چیزوں میں سے ایک مشہور و معروف سائنسی تحقیق ''انٹرنیٹ'' ہے، انٹرنیٹ مختلف کمپوٹر نیٹ ورکس کے آپسی جوڑ کو کہتے ہیں، انٹرنیٹ کے کثیر الاستعمال پروگراموں میں سے ایک پروگرام ''فیس بُک'' ہے، یہ ایک مشہور سوشل نیٹ ورک (Social Network) ہے، جو امریکہ کے ایک شخص مارک زکر برگ (Mark Zuckerberg) نے 2004 میں شروع کیا اور اس کا مقصد ایک دوسرے کو بہتر طریقے سے جاننے کے سلسلے میں مدد کرنا ہے اس کے آغاز ہی کے چوبیس گھنٹوں میں بارہ سو افراد اس پر اندراج ہو گئے تھے اور آج اس پروگرام سے جُڑے افراد کی تعداد ایک اندازے کے مطابق ایک بلین ہے اور دُنیا کی ستر سے زائد زبانوں میں دستیاب ہے۔

''انٹرنیٹ'' کے دیگر پروگراموں کی طرح ''فیس بُک'' (facebook) اسی طرح نیٹ چیٹنگ (Net chatting) کا نقصان بھی اس کے فائدہ سے بڑھا ہوا ہے ان پروگراموں کے منجملہ مفاسد میں سے کچھ یہ ہیں:

۱) اسلام میں غیر محرم سے تعلقات کو قطعی طور پر ناجائز اور حرام قرار دیا گیا ہے، ''فیس بُک'' (Facebook) پر اکثر نوجوان لڑکے اجنبی لڑکیوں کا تعارف اور ان کی ذاتی معلومات حاصل کر کے ان سے رابطے کرتے ہیں، جو شرعاً ناجائز ہے۔ (بحوالہ سورۂ نور:۳۰ تا ۳۱)

۲) بہت سارے مرد حضرات ''فیس بُک'' (facebook) پر اور اسی طرح ''نیٹ چیٹنگ'' (Net chatting) کرتے وقت اپنے آپ کو عورت اور اسی طرح بہت ساری عورتیں اپنے آپ کو مرد ظاہر کرتی ہیں جو ایک تو فی نفسہٖ بہت ہی گناہ کی بات ہے اور اس کے علاوہ اس میں دھوکہ بھی لازم آتا ہے۔ جو اسلام میں قطعاً حرام و ناجائز ہے: ''عن ابی ھریرۃؓ انّ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم قال..........من غشّنا فلیس منا'' (رواہ الامام مسلمؒ فی صحیحہ باب من غشنا فلیس منا رقم:٢٩٤)

۳) ''فیس بک'' (facebook) استعمال کرنے میں مشغول شخص اپنے تمام احباب و رفقاء سے کونیکٹ (Connect) تو ہوجاتا ہے لیکن اللہ جل شانہٗ سے ڈِس کنیکٹ (Disconnect) ہو جاتا ہے اور یہ رابطہ کا انقطاع اکثر و بیشتر اس شخص کے فرائض وواجبات میں کوتاہی کا سبب بنتا ہے اور شریعت کا مسلمہ اصول ہے کہ اگر کوئی چیز گناہ کا سبب بن رہی ہو تو اس کا اختیار کرنا بھی گناہ ہی ہے۔ ''لان سبب المعصیۃ معصیۃ''

۴) ہمارے وہ نوجوان (مرد و زن) جنہیں چاہیے کہ وہ اپنے مستقبل کے بارے میں ایک مقصد رکھتے ہوئے ہمت کریں اور اپنے آپ کو ایک اچھا مسلمان اور باوقار شخصیت بنائیں وہ نوجوان (مردوَزن) اللہ تبارک وتعالیٰ کی ایک عظیم نعمت وقت کا ناجائز استعمال کر کے اپنا سارا قیمتی وقت ''فیس بُک'' (facebook) اور اسی طرح ''نیٹ چیٹنگ'' (Net chatting) میں ضائع کر دیتے ہیں جو کہ شرعاً بالکل ناجائز ہے، اور قیامت کے دن اس کے بارے میں پوچھ ہوگی۔ (عن ابی برزۃ الاسلمیؓ قال، قال: رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم لاتزول قدم عبد یوم القیامۃ حتی یسأل عن عمرہ فیما افناہ الخ'' (رواہ الامام الترمذیؒ فی ستہ باب ماجاء فی شان الحساب والقصاص رقم:۲۳۴۱، والامام الدارمیؒ فی ستہ باب من کرہ الشہرۃ والمعرفۃ رقم:۵۳۷)

۵) چونکہ ''فیس بُک'' (facebook) چلانے والے ہر قسم اور ہر مذہب وملت کے لوگ ہوتے ہیں اور اکثریت غیر مسلموں ہی کی ہوتی ہے، بسا اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ وہ اسلام پر کوئی اعتراض کر بیٹھتے ہیں اور ''فیس بُک'' (Facebook) چلانے والا مسلمان علم و تحقیق سے دُوری اور اپنی ایمانی کمزوری کے سبب اس کا شکار ہوجاتا ہے۔

فیس بُک اور نیٹ چیٹنگ کا شرعی حکم

☆☆☆☆☆

٦) ''فیس بُک'' پر بہت سارے صفحات (Pages) اسلام کے نام پر ہوتے ہیں حالانکہ اُن کے چلانے والے قطعاً گمراہ لوگ ہوتے ہیں، اور وہ حضرات اسی کے ذریعے اپنے گمراہ کن عقائد ونظریات کا پرچار کرتے ہیں اور ''فیس بُک'' (facebook) چلانے والا عام مسلمان کبھی کبھار اس کا بھی شکار ہوجاتا ہے۔

۷) ''فیس بُک'' (facebook) استعمال کرنے والوں کی اکثریت چونکہ غیر مسلم ہیں اور ان میں بہت سارے اسلام دُشمن بھی ہوتے ہیں تو آئے دِن وہ ''فیس بُک'' پر گستاخانہ خاکے شائع کرتے ہیں جو مسلمانوں کی دل آزاری کا سبب بنتے ہیں تو ایسے پروگرام استعمال کرنا گویا ان کے ساتھ تعاوُن کرنا ہے جو کہ ناجائز ہے۔ ''ولا تعاوَنوا علی الاثم والعُدوان''۔ (المائدہ:۲)

یہ فیس بُک (facebook) جیسے پروگرام اور نیک چیٹنگ (net chatting) کے کچھ مفاسد ہیں جن سے ہر مسلمان کو دُور رہنا ملازم وضروری ہے، البتہ چونکہ اس پروگرام کا جائز استعمال بھی ممکن ہے، مثلاً:

۱) فیس بُک (facebook) کو صحیح اور مستند اسلامی لٹریچر عام کرنے کیلئے استعمال کیا جائے۔

۲) غیر مسلموں اور اسی طرح بے عمل مسلمانوں تک مستند علماء کرام کی نگرانی میں دعوت دین پہنچانے کیلئے استعمال کیا جائے۔

۳) ''عالمی برادری'' کے ذریعے پھیلائے گئے اسلام مخالف زہر کے دفاع کیلئے استعمال کیا جائے۔

۴) اپنے گھر اور دیار سے دُور عزیز واقارب سے رابطہ کرنے اور ان کی خیر وعافیت دریافت کرنے کیلئے استعمال کیا جائے۔

لہٰذا اگر ان مقاصد کیلئے ''فیس بُک'' (facebook) کا استعمال کیا جائے بشرطیکہ مندرجہ بالا تمام مفاسد سے مکمل بچتا رہے تو ایسی صورت میں ''فیس بک'' (facebook) جیسے پروگراموں کے استعمال کی اور ''نیٹ چیٹنگ'' کی گنجائش ہے، لیکن ان سے بچنا بہر حال بہتر اور افضل ہے۔ ''قال العلامۃ الشامی، تحت قولہ(فبعد العصر الخ) ...... اقول وھذا یفید ان الۃ اللھو لیست بمحرمۃ لعینھا بل لقصد اللھو منھا اما من سامعھا او من المشتغل بھا وبہ تشعر الاضافۃ الاتری ان ضرب تلک الألۃ بعینھا حل تارۃ وحرم اخری باختلاف النیۃ بسماعھا والامور بمقاصدھا''

(الفتاوی الشامیۃ کتاب الحظر والاباحۃ، فرع: ٣٥٠/٦)

یہی حکم ''فیس بک'' (facebook) اور اس جیسے دیگر تمام انٹرنیٹ پروگراموں کا ہے جس میں مندرجہ بالا مفاسد اور نقصانات پائے جاتے ہیں۔ فقط واللہ اعلم بالصواب

سوال: اگر کسی نے اپنے وطن سے قریبی آبادی کی طرف سفر کیا یا دورانِ سفر وطنِ اقامت سے گذرا کیا نماز پوری ادا کرے یا قصر کرے، اور اگر کسی مسافر نے دورانِ نماز اقامت کی نیت کی تو کیا نماز پوری ادا کرے یا قصر کرے، فقہ حنفی کی رو سے جواب مرحمت فرمائیے؟

عبدالحمید۔شرِن دیالگام

جواب: وباللہ التوفیق۔ اگر کوئی شخص کسی جگہ کو وطن اقامت بنالے پھر اس کے آس پاس یعنی مسافت سفر سے کم دُوری پر واقع کسی آبادی میں جانا پڑے اور لوٹ کر پھر وطن اقامت آنے کا ارادہ ہو تو اس قریبی سفر سے اس کا وطن اقامت باطل نہیں ہوگا اور وہ دونوں جگہ پوری نماز پڑھے گا۔ ''رجل خرج من مصرہ الی قریۃ ....لانہ مقیم'' (شامی:۲/۶۱۵) اور اگر کوئی شخص وطن اقامت میں مقیم تھا پھر وہاں سے قریب کی کسی آبادی میں چلا گیا اور وہاں دو چار روز ٹھہر کر پھر سفر کے ارادہ سے چلا اور جس جگہ اسے جانا ہے وہ وہاں سے مسافت سفر پر ہے، لیکن اس کا راستہ وطن اقامت سے ہو کر گزرتا ہے، (اور وطن اقامت سے مطلوبہ مقام سفر کی مسافت سے کم پر واقع ہے) تو ایسا شخص مسافر نہیں ہوگا، اسلئے کہ اس کا وطن اقامت باطل نہیں ہوا، البتہ اگر مطلوبہ جگہ کے راستہ میں وطن اقامت نہیں پڑتا، یا وہ واپسی میں ایسا راستہ اختیار کرے کہ وطن اقامت تک مسافت سفر کی مقدار ہو جائے تو ایسا شخص مسافر ہو جائے گا۔ ''والحاصل ان انشأالسفر یبطل وطن الاقامۃ..........لأن قیام الوطن مانع من صحتہ'' (شامی: ٦١٥/٢، منحۃ الخالق علی البحر الرائق: ٢٤٠/٢) اور اگر کوئی شخص سفر کے دوران اپنے وطن اصلی سے گزرے تو وہ شہر میں داخل ہوتے ہی مقیم ہو جائے گا، خواہ وہاں رُکنے کا ارادہ ہو یا نہ ہو، اور جس جگہ جا رہا ہے اگر وہ وطن اصلی سے مسافت سفر سے کم پر واقع ہے تو وہ وہاں پہنچنے تک مقیم ہی رہے گا اور اگر وہ جگہ وطن اصلی سے مسافت سفر پر واقع ہے تو وطن اصلی کی آبادی سے نکلنے کے بعد وہ پھر مسافر ہو جائے گا۔ ''اذا دخل المسافر مصر اتم الصلوۃ..........کذافی الجوھرۃ النیرۃ'' (عالمگیری:۱/۱۴۲، تاتارخانیۃ:۲/۳۳) ایسا ہی اگر کوئی مسافر دورانِ نماز کسی جگہ اقامت کی نیت کرلے تو اس کی نیت معتبر ہے اور وہ اَب بجائے دو رکعت کے چار رکعت پوری کرے، البتہ اگر وہ لاحق تھا اور امام کے سلام پھیرنے کے بعد اس نے اقامت کی نیت کی ہے تو اَب اس نیت کا اعتبار نہیں اس کی نماز قصر ادا ہوگی، اور اگر امام کے فارغ ہونے سے پہلے اقامت کی نیت کرلی ہے تو اَب نماز پوری پڑھے گے۔ (بدائع الصنائع:۱/۲۷۲) جس جگہ آدمی پندرہ دِن سے کم مقیم ہو (بشرطیکہ وہ وطنِ اصلی کے حکم میں نہ ہو) اسے وطن سکنی کہا جاتا ہے، اس کی وجہ سے نہ تو مسافر مقیم بنتا ہے اور نہ مقیم مسافر ہوتا ہے (یعنی اگر کوئی شخص کسی جگہ پندرہ دن کیلئے مقیم ہو پھر وہ کسی قریبی جگہ جا کر دو چار روز کیلئے ٹھہر جائے تو اس سے وطنِ اقامت ختم نہیں ہوتا) (دُرمختار:۲/۶۱۵، بدائع الصنائع:۱/۲۸۰، البحر الرائق:۲/۲۴۱)

فقط واللہ اعلم بالصواب

نوٹ: اس شمارے میں شامل اشاعت مضامین ومراسلے وغیرہ سے ادارے کا ہر بات سے متفق ہونا ضروری نہیں۔ مدیر

www.khanqah.in

پھر سے سنوارا گلشنِ آدم

مولانا سید محمد ماجد حسن مظاہری

اسلامی سال کا تیسرا مہینہ وہ مبارک ومسعود مہینہ ہے جس میں دنیا کی تاریخ کا حقیقی آغاز ہوا، گوکہ اس میں اختلاف ہے کہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت ۱۲/ربیع الاول کو ہے یا ۹، اور عیسوی مطابقت ۲۰/اپریل کو ہے یا ۲۲ کو، سن ولادت ۵۷۰ء ہے یا ۵۷۱ء، یا کچھ اور، علامہ شبلی نعمانیؒ نے لکھا ہے کہ محمود پاشا فلکی مصری جو ماہر فلکیات و ریاضیات تھے انھوں نے اپنی تحقیق جو انھوں نے اجرام فلکی کی رفتار اور اس کی ریاضیات کو مدنظر رکھ کر کی ہے اس کا یہی نتیجہ قرار دیا ہے کہ اس دنیا کی تاریخ کا یہ حسین ترین دن ۹/ربیع الاول ۲۰/اپریل ۵۷۰ء ہے۔

آپ صلی اللہ کی ولادت باسعادت ایسے تیرہ وتاریک دور میں ہوئی جب کہ ہر طرف انسانیت سسک رہی تھی، حیوانیت اپنا ننگا ناچ، ناچ رہی تھی، معاشرہ میں انسانی اور اخلاقی تمام قدروں کو پامال کیا جاتا تھا مختصر یہ کہ

خدا کو بھی بھلا بیٹھے تھے خود کو بھولنے والے
اسی غفلت کدہ میں ہادیٔ اکبر نظر آیا
ظلمت کفر ہر سمت چھائی ہوئی
کفر کا بول بالا بصد رنگ تھا
سرور دوجہاں لائے تشریف جب
حلقۂ نور وحدت بہت تنگ تھا

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مبارک آمد نے انسانیت کے تن مردہ میں نئی روح پھونک دی، ظلم وجور کے ایوانوں میں کھلبلی مچ گئی

گویا انسانیت کی سوکھی کھیتی کے لیے ابر باراں میسر آ گیا۔ آپ کی ولادت باسعادت انسانیت کے لیے عظیم دولت ونعمت اور اللہ کی طرف سے بہت بڑا انعام واحسان ہے۔ لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلاً مِنْهُمْ (القرآن)

چھٹی صدی عیسوی کے وسط میں عالم انسانیت کی فضاء روحانی میں ایک عظیم انقلاب رونما ہوا، مولانا ابوالکلام آزادؒ نے لکھا کہ

''آپ کی ولادت باسعادت گویا رحمت الٰہی کی بدلیوں کی ایک عالم گیر نمود تھی، جس کے فیضان عام نے تمام کائنات کو سرسبزی و شادابی کی بشارت سنائی، اور زمین کی خشک سالی کا دور ہمیشہ کے لیے ختم ہوگیا، آپ کی ولادت باسعادت ہدایت الٰہی کی تکمیل تھی، شریعت ربانی کے ارتقاء کا آخری مرتبہ تھا یہ سعادت بشری کا آخری پیام تھا، یہ وراثت ارضی کی آخری بخشش تھی'' اس لیے کہ سارے عالم کے لیے رحمت ورافت کا مجسم پیکر بن کر ہادیٔ عالم، داعیٔ اعظم، محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم دنیا میں تشریف لائے۔

ہوئی پہلوئے آمنہ سے ہویدا
دعائے خلیل اور نوید مسیحا

مسلمانوں کے لیے خوشی ومسرت کا مقام ہے کہ ان کا پیغمبر اس ماہ مبارک میں جلوہ افروز ہوا، عالم انسانیت کو ضلالت کی تاریکیوں کے بجائے ہدایت کی روشنی ملی، جہل کی زنجیروں میں جکڑے ہوئے افراد کو علم وآگہی میسر آ گئی، گلشن آدم سنور گیا،

جہل کی ہر زنجیر کو توڑا، رشتہ ایک خدا سے جوڑا
پھر سے سنوارا گلشن آدم صلی اللہ علیہ وسلم

خوشی کے مواقع پر خوشی منانا ایک فطری بات ہے، اور شریعت اسلامیہ اس پر پابندی بھی نہیں لگاتی لیکن شریعت نے ہر چیز کی ایک حد اور ایک دائرہ مقرر کیا ہے، جس کے اندر ہی وہ چیز محمود ومستحسن ہے اور اس کے باہر وہ شرعاً مذموم اور غیر مستحسن ہی نہیں بلکہ باعث عقاب وعذاب ہے۔

ماہ ربیع الاول میں ولادت نبوی کی تاریخ یقیناً بڑی خوشی اور انتہائی مسرت کا موقع ہے۔ لیکن تھوڑی دیر کے لیے اس پر غور کیا جائے کہ عامۃ المسلمین کے اظہار خوشی کا انداز کیا ہوتا ہے۔ محسن انسانیت صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد پر مسرت کا طریقہ کیا ہوتا ہے، کیا شرعی حدود وقیود کی پابندی ملحوظ ہوتی ہے؟

ہمارے لیے شریعت اور شرعی حکم وہی ہے جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے برگزیدہ اصحاب اور پھر ان کے حقیقی جانشین تابعین وتبع تابعین سے ثابت ہو، اس مرحلے پر آ کر جب ہم تاریخ وسیرت کا مطالعہ کرتے ہیں تو موجودہ طریقے اور رسوم و بدعات جو ماہ ربیع الاول سے متعلق اس وقت نظر آتی ہیں ان کا دور دور تک نام ونشان بھی نہیں ملتا۔ آج ذکر ولادت نبی اور سیرت نبی کے عنوان سے بڑے بڑے جلسے خاص انداز اور کچھ رسومات کے ساتھ منعقد کئے جاتے ہیں، مٹھائیاں تقسیم ہوتی ہیں، لذیذ اور عمدہ پکوان تیار کئے جاتے ہیں اور خصوصیت کے ساتھ اس تاریخ میں روزہ رکھنا، مدارس ومکاتب میں چھٹی اور تعطیل کرنا، باہم ایک دوسرے کی اس دن دعوت کرنا، یہ سب بے اصل اور بے بنیاد چیزیں ہیں، اسلامی تاریخ اور اسلامی تعلیمات سے ان سب کا کوئی ربط وتعلق نہیں ہے۔ اسی طرح اس تاریخ کو عید میلاد النبی کے نام سے موسوم کرنا بھی اس دور کی ایک بڑی بدعت ہے جس کا ثبوت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم، صحابۂ کرام، تابعین اور سلف صالحین سے بالکل نہیں ہے۔ کہنے کو تو یہ کہا جاتا ہے کہ یہ سب عشق رسول کے تقاضے ہیں اور عشق رسول کا اظہار ہر مسلمان کے لیے ضروری ہی نہیں بلکہ اس کے ایمان کے مکمل ہونے کی دلیل ہے۔

لیکن عشق رسول اور محبت رسول کا تقاضا یہ نہیں ہے کہ کچھ ایام خاص کر کے کچھ رسومات ادا کر لی جائیں اور لوگوں کو اکٹھا کر کے ایک ہنگامہ سا کر دیا جائے بلکہ عشق رسول کا حقیقی تقاضا تو یہ ہے کہ مسلمان کی زندگی سیرت نبی کا عملی نمونہ بن جائے، مسلمانوں کی معاشرت اور طرز زندگی میں اسلامی انداز آ جائے، لباس، انداز نشست و برخاست اور معاملات ہر ہر چیز پر اسلام کا رنگ غالب رہے۔ اگر ایسا نہیں ہے تو ہم عشق رسول کے دعوی میں جھوٹے ہیں۔

یہ سچ ہے کہ میلاد و سیرت کے جلسے
بظاہر ہیں بام سعادت کے زینے
یہ سچ ہے کہ نعت محمد کے موتی
ہے ایماں کی انگشتری کے نگینے
مگر اے قصیدہ گرو یہ تو سوچو!
کہ بے روح لفظوں کی قیمت ہی کیا ہے
بنے ہیں کہیں نقش آب رواں پر
چلے ہیں کہیں خشکیوں پر سفینے

اس ماہ مبارک کی بدعات سے بچنا چاہئے اور یایھا الذین آمنوا ادخلوا فی السلم کافۃ یعنی اسلامی مزاج ومذاق کی پوری رعایت کے ساتھ زندگی گزارنا چاہئے اسی وقت عشق رسول کا ہمارا دعویٰ سچا اور مبنی بر حقیقت ہوگا ورنہ خشکی پر کشتی چلانے کے مترادف ہوگا۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو عشق رسول کی حقیقی دولت ونعمت سے سرفراز فرمائے آمین

اللھم صل وسلم دائماً ابداً
علی حبیبک خیر الخلق کلھم

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

بقیہ: حکمتیں...... صفحہ آخر سے آگے

اگر ہم اپنے کردار اور افعال میں اخلاقی کمالات اور ایمانی حقائق کا مظاہرہ کریں تو دوسرے مذاہب کے پیروکار اسلام کے دامن میں گروہ در گروہ داخل ہوں گے، اس لئے کہ نوع انسانی نے جہالت کی بدترین تکلیفیں جھیلی ہیں اور اس نے انسان کی حقیقت و ماہیت کا پتہ چلا لیا ہے، اس کے لیے ممکن نہیں ہے کہ وہ بغیر کسی مذہب کے یونہی زندگی گذارے، بلکہ جو لوگ بڑے ملحد اور دشمن دین بنتے ہیں وہ بھی آخر میں خواہی نخواہی مذہب کا سہارا لیتے ہیں کیونکہ انسان مختلف قسم کے مصائب وآفات کا شکار ہے، بیرونی اور اندرونی حالات میں ہر طرف سے دشمنوں کی یلغار کا اسے سامنا ہے جب کہ وہ عاجز ودرماندہ ہے، وسائل سے محروم ہے اور اس کی ضروریات لامحدود ہیں لیکن وہ محتاج اور ضرورت مند ہے، اس کے لیے کوئی ملجا وماویٰ اس کے سوا نہیں ہے کہ وہ اس دنیا کے خالق کی معرفت حاصل کرے اس پر ایمان لے آئے اور آخرت کی تصدیق کرے، اس سے اس کی لامحدود آرزوئیں اور لامتناہی خواہشات پوری ہوسکتی ہیں اور جہالت کی بیہوشی سے بیمار انسانیت کے لیے کوئی راہ نجات اس کے سوا نہیں ہے کہ وہ خالق حقیقی کا اعتراف واقرار کرے۔

بقیہ: حکمتیں...... صفحہ آخر سے آگے

شہر کے ہی ڈوب جانے کا خطرہ پیدا ہوا۔ چنانچہ حکومت نے یہ تحقیق آنے کے بعد وہاں شیر کے شکار پر پابندی لگا دی۔ یہ بات قابل ذکر ہے کہ جنگل میں شیروں کی موجودگی اور سرگرمیوں کے سبب ہرنیں ایک جگہ نہیں ٹکتی ہیں اور بھاگتی رہتی ہیں اور انہیں وہ فرصت ہی نہیں ملتی کہ کہیں بند کو اتنا کھود دیں کہ گپھا بنا سکیں۔

ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جو یہ ایک جانور کو دوسرے کے پیچھے لگا دیا ہے اِس میں بڑی حکمتیں ہیں اور دنیا میں یہ جو مختلف چیزوں کے درمیان رسہ کشیاں اور تناؤ بنا رہتا ہے اور یہ جو فطرتی طور ایک ماحولیاتی سائیکل بنا ہے اِس سے دنیا میں توازن قائم ہے۔

مولانا رومؒ نے کیا خوب کہا ہے:

ہر دو یک گل خوردہ زنبور و نحل
یک شدہ زاں نیش و زیں دیگر عسل

یعنی شہد کی مکھی اور بھِڑ دونوں ایک ہی پھول کا رَس چوستی ہیں۔ شہد کی مکھی اس رَس سے شہد بناتی ہے اور بھِڑ اس سے اپنے ڈنک کے لئے زہریلا مادہ پیدا کر لیتی ہے!

(میری جلد ہی آنے والی نئی کتاب 'درسیات' سے کچھ اقتباسات)

بقیہ: اداریہ......

کہنے میں اپنا وقت ضائع نہ کرنا، کہ اس سے تم کو کوئی فائدہ حاصل نہ ہوگا اور تمہارے حالات میں تبدیلی نہیں آئے گی، اسلئے تبصرہ کرنے، ہوٹلوں اور چوپالوں پر بیٹھ کر بیان بازی کرنے کے بجائے دو طرح کے کاموں میں مصروف ہوجانا، اللہ تعالیٰ ان کی برکت سے حالات کو بدل دیگا، تمہاری پریشانی کو دُور فرمادے گا، ارشاد نبوی ہے: ''ولکن اشغلوا انفسکم بالذکر والتضر ع کی اکفیکم'' تم پہلا کام تو یہ کرو کہ اپنے خالق و مالک کی یاد میں اور اس کی فرمانبرداری میں لگ جاؤ، احکاماتِ الٰہیہ پر چلنے لگو، اس کی بندگی میں اپنے شب وروز گذارنے لگو، ہر طرح کے گناہوں سے اپنے آپ کو بچاؤ، آنکھ، کان، زبان، ہاتھ، پیر، دل ودماغ غرض تمام اعضاء کو اپنے مالک کی اطاعت شعاری میں لگادو اور ہر حرام سے اپنے آپ کو دُور کرلو۔ دوسرا کام یہ کرو کہ اللہ ربّ العزت کے سامنے الحاح وزاری کرتے ہوئے مدد ونصرت کی درخواست کرو، کوتاہیوں پر ندامت کا اظہار کرو، اپنی لاچاری اور کمزوری کا اعتراف کرتے ہوئے رحم وکرم کے طالب بنو، اور گذشتہ زندگی میں کیے گئے گناہوں سے توبہ کرتے ہوئے آئندہ نہ کرنے کا پختہ عزم کرلو، اگر تم نے یہ دونوں کام کر لئے تو پھر اللہ کی ذات تمہارے لئے کافی ہوگی، وہ تمہاری بھرپور کفالت کرے گا، تمہیں عزت وعظمت سے نوازے گا اور ہر طرح کی مادی وروحانی ترقیات سے مالا مال کرے گا، جیسا کہ آگے حدیث قدسی میں اللہ ربّ العزت ارشاد فرماتا ہے: ''انّ العباد اذا اطاعونی حولت قلوب ملوکھم علیھم بالرحمۃ والرافۃ'' بندے جب میری اطاعت اور فرمانبرداری کرنے لگتے ہیں تو میں حکمرانوں کے دلوں میں عوام الناس کے تئیں رحم وکرم اور حسن سلوک کا جذبہ پیدا کردیتا ہوں، چنانچہ اَب وہ ان کا خیال رکھنے لگتے ہیں، ان کے ساتھ احسان وبخشش کا معاملہ کرنے لگتے ہیں، قومی، مذہبی اختلاف کے باوجود وہ خادمانہ انداز میں خلق خدا کی دیکھ ریکھ میں لگ جاتے ہیں، کیونکہ قلوب تو اللہ ہی کے قبضہ میں ہیں وہ جس طرف چاہتا ہے انہیں کو پھیر دیتا ہے۔

KASHMIR UPDATE

لل دید اسپتال میں سہولیات میں بہتری

حکومت جموں وکشمیر لوگوں کے معیارِ زندگی کو بہتر کرنے میں صحت کی اہمیت کو تسلیم کرتی ہے، اور اس کے پاس ہیلتھ کیئر انفراسٹرکچر کی تجدید کاری اور پوری ریاست کے عوام کیلئے سستی اور قابل رسا طبی مدد پہنچانے کیلئے کثیر جہتی حکمت عملی ہے۔ اپنی حالیہ کوشش کے تحت اس نے سرینگر کے لل دید اسپتال کے ری کوری اور لیبر یونٹس میں بیڈس کی تعداد بڑھا کر 130 کردی ہے۔ اس سے اسپتال میں حد سے زیادہ بھیڑ میں اَب کمی ہونے کی اُمید ہے۔ لل دید اسپتال اس علاقہ کا سب سے بہتر میٹرنل ہیلتھ کیئر انسٹی ٹیوٹ ہے، اور یہاں پر پوری وادی سے روزانہ سینکڑوں کی تعداد میں مریض آتے ہیں۔ بعض دفعہ اتنی بڑی تعداد میں مریضوں کے یہاں آنے سے بہت زیادہ بھیڑ جمع جاتی ہے اور سہولیات کی کمی واقع ہونے لگتی ہے۔ اسپتال کے رِی کوری روم میں بیڈ کی تعداد میں اَب 60 کا اضافہ کردیا گیا ہے (یعنی اَب بیڈ کی تعداد 80 س بڑھ کر 140 ہوگئی ہے) اور لیبر روم میں بیڈ کی تعداد میں 70 کا اضافہ کردیا گیا ہے (یعنی 40 سے بڑھا کر 110 بیڈ ہو چکے ہیں)۔ وزیر برائے میڈیکل ایجوکیشن، یوتھ سروسز اور اسپورٹس تاج محی الدین نے حال ہی میں ان سہولیات کا افتتاح کیا۔ اس موقع پر بولتے ہوئے انہوں نے کہا کہ اسپتال میں بیڈس کی تعداد بہت کم تھی۔ وزیر موصوف نے اسپتال میں ایک گائنا کولو.جی میوزیم کا بھی افتتاح کیا، جو کہ ریاست میں اپنی نوعیت کا پہلا میوزیم ہے، جس میں پہلے متعدد اسپتالوں میں استعمال کیے جانے والے نایاب اور انوکھے قسم کے سرجری کے سامان کی نمائش کی گئی ہے۔ اس میوزیم میں پہلے سرجری میں استعمال کیے جانے والے آلات اور مائیکروسکوپ بھی لوگوں کے دیکھنے کیلئے رکھے گئے ہیں۔ وزیر موصوف نے کہا کہ اسپتال میں مریضوں کی ضروریات کو پورا کرنے کیلئے ضروری تمام آلات کو جمع کرنے کی ہر ممکن کوشش کی جائے گی۔ حکومت جموں وکشمیر ریاست کے ہیلتھ سسٹم اور اپنے عوام کے ہیلتھ اسٹیٹس میں بنیادی تبدیلی لانے کیلئے پوری محنت سے کام کررہی ہے۔ اس کی مسلسل کوششیں اَب بارآور ثابت ہورہی ہیں، کیونکہ ہیلتھ کیئر میں اَب دنوں دِن بہتری آرہی ہے۔

دارالعلوم سواء السبیل آپ کی خدمت.........؟

دارالعلوم سواء السبیل کھانڈی پورہ کولگام جو محتاج تعارف نہیں، پچھلے تیس سال سے اپنی منزلیں طے کرتے آرہا ہے۔ الحمد للہ ہزاروں کی تعداد میں اُمت مسلمہ کے ایمان ویقین اور علم وعمل کو بحر علم وعرفان سے پانی پلاتا رہا، جس کے نتیجے میں سینکڑوں حفّاظ وعلماء اور ائمہ پوری وادی میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اللہ کے فضل وکرم سے روز بروز یہ علمی وایمانی تشنگی بڑھتی ہی جارہی ہے اور طلباء کی تعداد بھی بڑھتی جارہی ہے۔

لیکن دوسری طرف دارالعلوم سواء السبیل میں طلباء کی رہائش کیلئے جگہ کی بہت زیادہ تنگی ہے۔ اس سلسلے میں اَب دارالعلوم میں کچھ تعمیراتی کام کا آغاز ہونے لگا، مسجد شریف کی تعمیر بھی زیر تکمیل ہے۔ اس سلسلے میں اہل خیر حضرات سے تعاون کی گذارش کی جارہی ہے، مثلاً: آپ اپنے والدین یا کسی رشتہ دار یا خود اپنے لئے صدقہ جاریہ کیلئے یہ کام کرسکتے ہیں کہ ☆ ایک کمرہ آپ اپنے ذمہ لے سکتے ہیں۔ ☆ کھڑکیاں اور دروازے کی لاگت آپ دے سکتے ہیں۔ ☆ سیمنٹ یا لوہا خود لا سکتے ہیں یا اس کی لاگت دے سکتے ہیں۔ ☆ آپ ایک کمرے کیلئے اینٹیں فراہم کرسکتے ہیں۔ ☆ آپ مزدوروں کی مزدوری دینے میں حصہ لے سکتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ یہ سارا کچھ آپ دو یا تین مرحلوں میں بھی ادا کرسکتے ہیں۔

خدّام: دارالعلوم سواء السبیل کھانڈی پورہ کولگام کشمیر۔ 9906611144, 9906546004

احساسِ کشمیر یا زوالِ کشمیر

تاریخ کشمیر میں ۷ ستمبر ۲۰۱۳ء کو بھی یاد رکھا جائے جب عالمی شہرت یافتہ ساز نواز زوبن مہتا کا شالیمار باغ سرینگر میں ایک میوزیکل کنسرٹ (Musical Concert) بعنوان ''احساس کشمیر'' منعقد ہوا۔ اس کنسرٹ کے نام سے گویا اقوام عالم کو یہ پیغام دینا تھا کہ کشمیر کا حقیقی احساس یہی ہے حالانکہ یہ میوزیکل کنسرٹ منعقد کرانے والے بھی اگر اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر سوچیں تو ان کے اندر کا ضمیر (بشرطیکہ زندہ ہو) بھی یہ آواز دے گا کہ یہ ہرگز ''احساس کشمیر'' نہیں ''احساس کشمیر'' اور ''حقیقت کشمیر'' تو اور ہی کوئی چیز ہے۔ بہر حال اس میوزیکل کنسرٹ کی وجہ سے جہاں پوری وادی کشمیر میں کرفیو نافذ کیا گیا وہیں خزانہ عامرہ کی ایک ''بہت بڑی رقم'' خرچ کی گئی اور اس کے ساتھ ساتھ کشمیریوں کے احساسات اور جذبات سے ایک کھلواڑ کیا گیا، جہاں اس دن شالیمار باغ (جو درحقیت فوجی چھاؤنی میں تبدیل کیا گیا تھا) میں موجود مدعوین حضرات اپنے کرتب دکھا رہے تھے اور کچھ ''چنید سرکاری مہمان'' ان سے لطف اندوز ہورہے تھے وہیں کشمیر کے دوسرے علاقے میں کشت وخون جاری تھا جس کے نتیجے میں پوری وادی کشمیر میں صف ماتم بچھی ہوئی تھی۔

محترم قارئین! یہ ایک وسیع باب ہے اس پر بہت کچھ لکھا جاسکتا ہے اور لکھنے والوں نے لکھا بھی۔ چنانچہ کچھ حضرات نے اسے ''سیاسی مسئلہ'' قرار دیا کہ دنیا والوں پر واضح ہوجائے کہ کشمیر پُرامن ہے، کچھ حضرات نے اسے ''کشمیری موسیقیت'' کو ختم کرنے کی سازش قرار دیا اور بعض نے اسے ''بیوروکریٹس'' (Bureaucrats) کے دل بہلانے کا ایک ذریعہ قرار دیا۔ یہ تمام تبصرے اپنی جگہ بجا بھی ہوسکتے ہیں لیکن اگر شرعی نقطہ نگاہ سے دیکھا جائے تو یقیناً ہر صاحب دل اس سے شیطان ملعون کی خوشی اور ربّ ذوالجلال کی ناراضگی محسوس کرے گا کیونکہ شیطان جب راندہ درگاہ ہوا تھا تو چلتے چلتے اس نے چند چیزیں طلب کی تھیں جو حکمت باری اور مشیت ایزدی کے تحت اسے مل گئیں۔ ان میں سے ایک چیز یہ بھی تھی کہ مجھے اپنی طرف بلانے کا کوئی ذریعہ عطا کیا جائے۔ تو اللہ ربّ العزت کی طرف سے جواب ملا ٹھیک ہے تمہاری دعوت کا ذریعہ یہی ''ڈھول باجے'' ہیں۔ (تهذيب الآثار ٤٣٧/٢)

نیز قرب قیامت کی جہاں اور بہت ساری نشانیاں لسانِ نبوی ﷺ نے بیان فرمائی تھیں وہیں ایک بہت ہی اہم نشانی و اتخذت القینات والمعارف بھی ہے یعنی گانے بجانے والیاں اور آلات موسیقیت (Musical instruments) کی کثرت ہونے لگے گی۔ (ترمذی ٤٩٤/٤ ح ٢٢١٠) ہماری وادی کشمیر میں بھی اب شراب، منشیات (drugs) اور بے پردگی کے ساتھ ساتھ موسیقیت کی کثرت ہونے لگی ہے۔ کسی دوکان پر جاؤ تو میوزک، گاڑی میں سوار ہو تو میوزک، کسی شخص کا بلالحاظ عمر وجنس موبائیل فون دیکھو تو میوزک بلکہ اللہ رحم فرمائے اب تو اللہ کے مقدس گھر مساجد میں بھی میوزک کی گھنٹیاں بجتی ہیں اور کسی کے کانوں تلے جوں بھی نہ رینگتی۔ حالانکہ احادیث میں کثرت سے میوزک کے مفاسد بیان کیے گئے ہیں اور خاص طور پر اسے حرام قرار دیا گیا ہے بلکہ بعثتِ نبوی کے مقاصد میں جہاں تعلیم کتاب وسنت، تزکیہ نفوس اور تلاوت آیات قرآنیہ ہے وہاں شیطانی باجوں کو ختم کرنا اور تمام آلاتِ موسیقیت (musical instruments) کو مٹانا بھی بعثت نبوی کے مقاصد میں ہے۔ جھوٹ، خیانت اور وعدہ خلافی کو جہاں علاماتِ نفاق قرار دیا گیا ہے وہاں میوزک کو باعثِ نفاق بھی قرار دیا گیا ہے۔ غرض گناہ کبیرہ کی فہرست میں ایک اہم عنوان میوزک بھی ہے۔ ذیل میں میوزک کی حرمت وقباحت کے بارے کچھ احادیث مبارکہ پیش خدمت ہیں:

(۱) حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا ہے مجھے آلات موسیقی توڑنے کے لیے بھیجا گیا ہے۔ (كنز العمال ٢٢٦/١٥) (۲) حضرت ابولبابہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا مجھے حکم دیا گیا ہے کہ ڈھول اور بانسریاں مکمل طور پر ختم کردوں۔ (مسند احمد ۲۵۷/۵ ح ۲۲۲۷۲) (۳) حضرت انسؓ اور حضرت عائشہ صدیقہؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا دو قسم کی آوازیں ایسی ہیں جن پر دنیا وآخرت میں لعنت کی گئی ہے۔ ایک خوشی کے موقعے پر باجے تاشے کی آواز، دوسرے مصیبت کے موقعہ پر آہ وبکا اور نوحہ کرنے کی آواز۔ (مسند البزار ٣٦٣/٢، رجاله ثقات مجمع الزوائد ١٠٠/٣، السلسلة الصحيحه للالباني ٤٢٦/١) (۴) حضور پاک صلّی اللہ علیہ وسلّم آلات موسیقیت سے اس قدر احتیاط فرماتے تھے کہ آپ نے ایک موقعہ پر ان گھنٹیوں کو نکالنے کا حکم دیا جو جانوروں کے گلے میں بندھی تھیں اور فرمایا کہ فرشتے ایسی جماعت کے ساتھ نہیں رہتے جس میں گھنٹی ہو۔

(مسلم ۱۶۲/۶ ح ۵۶۶۸، صحیح ابن حبان ۵۵۴/۱۰ ح ۴۷۰۳، مسند احمد ۲۶۳/۲ ح ۷۵۵۶)

(۵) حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے روایت ہے کہ حضور پاک صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا میوزک انسان کے دل میں نفاق اسی طرح اُگاتا ہے جس طرح پانی ساگ سبزی کو اُگاتا ہے۔ (اولہ فی ابوداؤد ۴۳۵/۴ ح ۴۹۲۹، السنن الکبری للبیہقی ۲۲۳/۱۰ ح ۲۱۵۳۶) (۶) حضرت ابومالک اشعریؓ سے روایت ہے حضور اکرم صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا: قرب قیامت میں اس امت میں کئی طرح کی خرابیاں پیدا ہوں گی۔ منجملہ ایک خرابی یہ پیدا ہوگی کہ اُن کے سروں پر (محفلوں، خوابگاہوں میں) آلاتِ موسیقی کے ساتھ ساتھ گانے والیاں بھی ہوں گی، اللہ ان کو زمین میں دھنسا دیں گے اور اُن میں بعض لوگوں کی صورتیں بندروں اور خنزیروں کی سی بنادیں گے۔ (سنن ابن ماجه ١٣٣٣/٢ ح ٤٠٢٠، مسند الشاميين ١٩٢/٣ ح ٢٠٦١)

www.khanqah.in

www.khanqah.in

Vol. 15 No: 05 | 07 February 2014 | Friday

Printer,Publisher: Maulana Hamidullah Lone
Editor: Hafiz Mushtaq Ahmad Thoker
Office: Madina Chowk Gawkadal Srinagar
Sub Office: Khandipora Katrasoo Kulgam
Jammu and Kashmir -192232
Postal Adress: Post Box No. 1390 G.P.O Srinager
Ph. No. 01942-2481821 Cell: 09906546004

Widely Circulated Weekly News Paper
MUBALLIG
Kashmir

Decl. No: DMS/PUB/627-31/99
R.N.I. No: JKURD/2000/4470
Postal Regd. No: SK/123/2012-2014
Posting Date: 08-02-2014
Printed at: Khidmat Offset Press Srinager
e-mail: muballigmushtaq@gmail.com
muballig_mushtaq@yahoo.com.in

حِکمتیں

﴿یہ مضمون اپنے مُحسن حضرت مولانا حمید اللہ صاحب دامت برکاتہم کی نذر کررہا ہوں﴾

ابوالخیر

جانوروں کے حوالے سے یہ بات دلچسپی سے خالی نہیں ہوگی کہ بعض اوقات موذی جانوروں نے بھی انسانوں کو ماں جیسی ممتا دی ہے جب انہیں اِس کی ضرورت تھی۔ بنگلہ دیش میں کئی سال پہلے جب سیلاب نے تباہی مچادی تو اُس ہلاکت خیز سیلاب کی ایک موج نے ایک سوتے ہوئے بچے کو ٹاڑ کے ایک لمبے چوڑے درخت پر پہنچادیا۔ سہما ہوا بچہ بار بار اپنی بے قرار نظریں اوپر آسمان کی طرف اٹھا رہا تھا۔ اسی دوران ایک اژدھا وہاں آپہنچا اور بجائے اس کے کہ بچے کو اپنی خوراک بناتا اُس نے کنڈلی مار کر بچہ کو اپنی گود میں لے لیا اور جب تین دن بعد امدادی پارٹیاں وہاں پہنچیں تو اژدھے نے بچے کو چھوڑا اور اپنی راہ لی۔ یہ خبر کئی روز تک اخباروں کی سرخیوں میں رہی۔

یہ مختلف چیزوں کو جاننے کا تجسّس ہی ہے جو انسان کو جانوروں سے ممتاز کرتا ہے اور انسان اپنی فہم و فراست اور بصیرت و فکر سے نئے علوم و معارف دریافت کرتا رہتا ہے اور اپنے خالق سے قریب اور قریب تر ہوتا جاتا ہے ورنہ مشین کی طرح پیسہ کمانے اور کھانے، پینے، سونے اور مکانات کی تعمیرات کے مقاصد تک ہی زندگی کو محدود اور محمول کیا جائے تو جانوروں کی زندگی 'انسان' سے زیادہ بہتر اور عالیشان نظر آتی ہے۔

تجسّس ہمیشہ انسان کو دوسری مخلوقات کی زندگی اور رہن سہن کے متعلق جاننے کے لئے اُکساتا رہا ہے۔ اِس کائنات میں انسان کے قریب ترین پڑوسی جانور ہی ہیں۔ انسان بھی تو دراصل ایک خاص قسم کا حیوان ہی ہے اِس لئے دوسرے حیوانات سے اس کا تعلق فطری ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بہت سی مخلوقات کی عادات اور اُن کے مزاج کے حوالے سے انسان نے بہت سے پردے ہٹادئے ہیں اور اُن پر خوب تحقیق کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کوئی بھی چیز بے وجہ نہیں پیدا کی، ہر چیز کی تخلیق میں جہاں اللہ تعالیٰ کی حکمت ہے، چاہے ہمیں سمجھ آئے یا نہ آئے، وہاں بے شمار کرشمے بھی ظاہر ہیں۔ مولانا رومؒ اپنی مثنوی میں فرماتے ہیں کہ ایک دن حضرت موسیٰؑ نے اللہ تعالیٰ سے پوچھا: 'یا اللہ، آپ نے کوئی چیز بے سبب پیدا نہیں کی مگر یہ چھپکلی کس مرض کی دوا ہے؟ اسے آپ نے کیوں پیدا کیا؟' اللہ تعالیٰ نے یہ سن کر فرمایا: اے موسیٰ، یہ چھپکلی بھی ہر روز ہم سے یہی سوال کرتی ہے کہ اے خالق کائنات آپ نے جو کچھ بھی اس دنیا میں پیدا کیا ہے وہ کسی نہ کسی مقصد کے تحت پیدا کیا ہے مگر موسیٰ کی تخلیق کا کیا مقصد ہے اور اس کو پیدا کر کے دنیا کو کیا فائدہ ہوا؟

مولانا رومؒ فرماتے ہیں کہ ہاتھی کی نظروں میں چیونٹی کی کوئی حقیقت نہیں جب کہ چیونٹی کے لئے ہاتھی کی کوئی وقعت نہیں حالانکہ سب اپنی جگہ اہم ہیں۔ ابابیل نے تو ابرہہ کے ہاتھیوں کو توڑ دیا تھا اور مکڑی نے غار ثور کے دہانے کو اپنے جالا سے ڈھک دیا تھا جب حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس میں پناہ لی تھی، کبوتروں نے تو ایک طرف گھونسلا بھی بنادیا تھا۔ ہر چیز اپنے اپنے وقت پر اپنا کام کررہا ہے۔ حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کی نبوت کے ابتدائی دور میں دیمک نے اُس معاہدے کو چاٹ لیا تھا جو قریش کا حضور صلّی اللہ علیہ وسلّم کے ساتھ طے ہوا تھا۔ اس طرح معاہدہ ختم ہوگیا تھا اور اصحابِ رسول ؓ کو ظلم و ستم سے نجات ملی تھی۔ بھلا یہ سارے کام ایسے طریقے اور سلیقے، اور ایسی نزاکت اور نفاست سے انجام دینا انسان کی استعداد میں تھا جس طرح ان چھوٹے جانوروں اور کیڑوں نے انجام دیا؟ کوئی چیز معنی سے خالی نہیں۔ کوئی چیز بے وقعت نہیں۔ جانوروں کی اہمیت کا اندازہ اِس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ قرآن کریم کی کئی سورتوں کے نام 'جانوروں' مثلاً نمل (چیونٹی)، فیل (ہاتھی)، بقر (گائے) اور عنکبوت (مکڑی) کے نام پر رکھے گئے ہیں۔

حدیث ہے جس کا مفہوم ہے کہ جہاں سے علم ملے وہاں سے اٹھالو۔ مطلب یہ کہ جہاں سے کچھ سیکھ سکتے ہو وہاں سے سیکھ لو جو تمہارے لئے نافع ہو۔ تو اگر جانوروں سے بھی کچھ سیکھنے کو مل جائے تو کیوں نہ اسے بھی سیکھا جائے۔ مگر اِس کے باوجود انسان تمام مخلوقات سے اشرف ہے۔ ہم دیگر مخلوقات سے بہت کچھ سبق تو لے سکتے ہیں مگر انہیں اپنا قائد نہیں بنا سکتے کہ بس اُن کی تقلید کر کے ہمیں بھی یہی بننا ہے! نہیں ایسا نہیں ہے۔

علامہ اقبالؒ چاند کے حوالے سے کہتے ہیں:

قافلہ تیرا رواں بے منّتِ بانگِ درا
گوشِ انسان سن نہیں سکتا تری آوازِ پا
گھٹنے بڑھنے کا سماں آنکھوں کو دکھلاتا ہے تو
ہے وطن تیرا کدھر؟ کس دیس کو جاتا ہے تو؟
ساتھ اے سیّارۂ ثابت نما لے چل مجھے
خارِ حسرت کی خلش رکھتی ہے اب بیکل مجھے
نور کا طالب ہوں گھبراتا ہوں اس بستی میں مَیں
طفلکِ سیماب پا ہوں مکتبِ ہستی میں مَیں

مگر پھر ایک اور جگہ چاند سے مخاطب ہو کے فرماتے ہیں۔

میں رہِ منزل میں ہوں تو بھی رہِ منزل میں ہے
تیری محفل میں جو خاموشی ہے، میرے دل میں ہے
تو طلب خو ہے، تو میرا بھی یہی دستور ہے
چاندنی ہے نور تیرا، عشق میرا نور ہے
انجمن ہے ایک میری بھی جہاں رہتا ہوں
بزم میں اپنی اگر یکتا ہے تو تنہا ہوں میں
پھر بھی اے ماہِ مبیں! میں اور ہوں تو اور ہے
درد جس پہلو سے اُٹھتا ہو وہ پہلو اور ہے
گرچہ میں ظلمت سراپا ہوں، سراپا نور تو
سینکڑوں منزل ہے ذوقِ آگہی سے دور تو

مکس بنی اور مکس ہی رہی۔ کاہنس بنا اور بس کاہنس تک ہی محدود رہا۔ انسان Learning process میں رہتا ہے۔ فرانس کے مشہور فلسفی سارتھر کہتا ہے: 'چیزیں دو طرح کی ہوتی ہیں۔ (1) Being for itself. (2) Being in itself۔ ایک وہ جیسے درخت ہے (یا مکھی یا کاہنس ہے)۔ اِس کے متعلق ہمیں پہلے ہی یہ معلوم ہوتا ہے کہ اِس کی انتہا کیا ہے اور یہ آگے کہاں تک جاسکتا ہے۔ دوسرا انسان ہے۔ اِس کے متعلق پتہ نہیں کہ یہ آگے کہاں تک جائے گا کیونکہ یہ In the process of becomming میں ہوتا ہے'۔

درخت یا مکھی یا کاہنس کی زندگی ایک مخصوص سائیکل یا ڈھانچے تک محدود ہوتی ہے جس کے آگے یہ نہیں بڑھ سکتی۔ مگر انسان دوسروں سے سبق لے لے کے آگے بڑھنے کے لئے پیدا ہوا ہے۔ انسان تحقیق کے کڑے مراحل سے گزرتا ہے اور اس کی متجسّس نگاہیں زمین و آسمان کے مستور رازوں سے آشکارا ہوتی ہیں۔ درسیات، تعلیمات اور علوم انسان کو اپنی شناخت تلاش کرنے اور اپنے خالق کو پانے کی تحریک اور ترغیب دیتے ہیں۔ وہ آسمان کی بلندیوں میں اور زمین کی گہرائیوں میں نئی نئی دریافتیں کرنے کے لئے بنا ہے۔ وہ کھانا کھانے کے لئے نہیں بنا ہے بلکہ اُس کے کھانے کے لئے کھانا بنا ہے تاکہ وہ اُس مشن کو آگے لے جاسکے جس کے لئے وہ بھیجا گیا ہے۔ نئی نئی دریافتیں اور انکشافات اسے اپنے خالق کی معرفت اور اُس تک پہنچنے میں سیڑھیوں کا کام دیتے ہیں۔

یہاں یہ بات دلچسپی سے خالی نہیں ہوگی کہ اللہ تعالیٰ نے اِس کائنات میں جو (Cycle) سائکل بنایا ہے اِس میں بڑی حکمتیں ہیں۔ انسان کے ہاتھ میں بہت تھوڑا اختیار دیا گیا ہے۔ اگر اِس دنیا کا مکمل کنٹرول انسان کے ہاتھ میں دیا جاتا تو کچھ ہی لمحوں کے بعد پوری کائنات کا ہی نظام تتر بتر ہوجاتا۔ اللہ تعالیٰ نے ہر چیز میں توازن قائم رکھا ہے۔ اور جس کا اختیار انسان کو دیا گیا ہے اُس میں بھی اسے توازن رکھنے کی تاکید ہے۔ اگر کتے نہ ہوتے تو بلیاں اودھم مچاتیں، اگر بلیاں نہ ہوتیں تو چوہے جینا حرام کر دیتے۔ اللہ تعالیٰ کا بنایا ہوا یہ سائکل حکمتوں کا منبع ہے۔ جب انسان اپنی عقل کو کامل جان کر اس میں بیجا مداخلت کرتا ہے تو بڑی گڑبڑ ہوجاتی ہے۔ کچھ وقت پہلے ایک افریقی ملک میں دیکھا گیا کہ انہوں نے ایک شہر کے گرد چلنے والے دریا اور اُس شہر کے درمیان جو مظبوط بند بنایا تھا اُس میں جگہ جگہ دراڑیں پڑگئی ہیں اور بندش کمزور ہونے لگی ہے جس سے پورے شہر کے ڈوبنے کے امکانات پیدا ہوگئے ہیں۔ حکومت نے ہنگامی بنیاد پر بند کی مرمت کا کام ہاتھ میں لے تو لیا مگر ساتھ ہی ایک انکوائری کا بھی حکم دیدیا تاکہ یہ پتہ چلے کہ ایسے مظبوط بند میں دراڑیں کیسے پڑگئیں؟ تحقیق کے دوران جو بات سامنے آئی وہ یہ انکشاف تھا کہ چونکہ کچھ برسوں سے افریقہ کے اس علاقے میں شیر کا شکار زیادہ ہونے کے سبب شیروں کی تعداد گھٹ گئی ہے اور اُن کی سرگرمیاں بھی اب زیادہ نہیں ہیں چنانچہ ہرنیں بے خوف ہوگئیں اور انہوں نے بند کے کنارے دھوپ سینکنا اور آرام کرنا شروع کر دیا، پھر حالت یہاں تک پہنچی کہ انہوں نے بند کے نچلے حصوں میں کھدائی کی اور سرنگیں بنائیں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ دریا کا پانی آہستہ آہستہ بند کے اِن کھلی جگہوں میں گھسنا شروع ہوا اور بند میں دراڑیں پڑگئیں اور //

بقیہ صفحہ 6 پر......